جدید ایڈیشن

البرهان

في رد البهتان و العدوان





"یا جنید یا جنید"

کہنے والے واقعے پر اعتراضات کا

علمی و تحقیقی محاسبہ

احمد رضا قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب : البرھان فی رد البھتان و العدوان

موضوع نمبر 1 : ''یا جنید یا جنید'' کہنے والے واقعے پر اعتراضات کا علمی وتحقیقی محاسبہ

مرتب : ابوحامد احمد رضا قادری رضوی سہارنپوری

زیر سرپرستی

مفتی محمد اختر رضا خان مصباحی مجددی مہراج گنجوی

دارالعلوم مخدومیہ اوشیورہ برج، جوگیشوری (ویسٹ)، ممبئ، انڈیا

پروف ریڈنگ : مولانا عبدالقادر رضوی، ممبئ

تعداد : 1000

ھدیہ : 120

﴿کتاب کے آخر میں اہم حوالوں کے اصل اسکینز بھی موجود ہیں﴾

یا اللہ عزوجل بسم اللہ الرحمن الرحیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم.

وعلی آله و صحبه اجمعین. اما بعد!

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان بازیوں اور الزام تراشیوں کا سلسلہ مخالفین کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں ہے ۔مخالفین کی طرف سے آیئے دن کوئی نہ کوئی نیا کتابچہ، پمفلٹ، یا نیٹ پر مضمون سامنے آتا ہے لیکن ان میں نہ ہی کوئی اخلاص، نہ دین اسلام کا جذبہ اور نہ ہی انصاف وتحقیق کا کوئی پہلو ہوتا ہے۔ بلکہ مخالفین کے تمام اعتراضات محض مسلک پرستی یا پھر جہالت پر مبنی ہوتے ہیں اور مخالفین یہ سارا زور محض اس لئے لگاتے ہیں کہ علماء اہل سنت و الجماعت حنفی بریلوی سے عوام الناس کو بدظن کیا جائے ۔ مسلمانوں کے دلوں میں اہل سنت والجماعت حنفی بریلوی کے بارے میں اس قدر غلط عقائد ونظریات بھر دیئے جائیں کہ وہ ان سنیوں سے نفرت کرنے لگیں ۔معاذ اللہ عزوجل۔مخالفین جس قدر باتیں گھڑ کر ہمارے ذمے لگاتے ہیں ہم ان کے بارے میں اتنا ہی کہتے ہیں کہ

’’ ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۔

یہ(من گھڑت)باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں‘‘۔(القرآن)۔

مخالفین کے مشہور اعتراضات میں سے ایک اعتراض ’’حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ‘‘ والا واقعہ بھی ہے۔مخالفین کی درجنوں کتابوں، اشتہاروں اور پمفلٹوں میں اس

واقعے کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔الحمدللہ عزوجل اس کا جواب علمائے اہل سنت کی طرف سے مختلف کتابوں میں دیا گیا اور بندہ ناچیز نے بھی کئی سال قبل اس واقعے پر مخالفین کے اعتراضات کا مدلل، علمی، تحقیقی اور الزامی جواب لکھ کر اپلوڈ کیا تھا۔لیکن اس میں کمپوزنگ وغیرہ کی غلطیاں تھیں، اب دوبارہ اسی پروف ریڈنگ کر کے اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول ومنظور فرمائے ،اور اولیاء کا دفاع کرنے والوں کی فہرست میں مجھ ناچیز کو بھی شامل فرما کر دنیا و آخرت میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالب دعا

ابوحامد احمد رضا قادری

ملفوظات میں حضرت جنید بغدادیؒ کا واقعہ

ایک شخص نے سیدی اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں (تو سیدی اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا)۔

''**ارشاد**: **غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے** کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنیدی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور **''یا اللہ'' کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے**، بعد کو ایک شخص آیا، اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی میں کس طرح آؤں؟

فرمایا ''یا جنید یا جنید'' کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ **حضرت خود تو** ''یا اللہ'' کہیں اور مجھ سے ''یا جنید'' کہلواتے ہیں، میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے ''یا اللہ'' کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: ''حضرت میں چلا فرمایا: ''وہی کہہ ''یا جنید یا جنید'' جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟: ''**فرمایا ارے نادان ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں**

اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

(ملفوظات حصہ اول صفحہ 97، مکتبہ المدینہ 166)

مخالفین حضرات اس واقعہ کو لیکر طرح طرح کے لا یعنی اعتراضات کرتے ہیں ۔حتا کہ اس قدر بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں کہ اسکو کفر و شرک کہنے سے بھی نہیں چونکتے ۔مخالفین حضرات عوام الناس کے اذہان میں مختلف وسوسے ڈالا کر ان کو اہل سنت والجماعت سے بدظن کرتے ہیں ۔تو ان شاء اللہ عزوجل مخالفین کے تمام الزامات و اعتراضات کا تفصیلی جواب اس کتاب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تا کہ حق و باطل واضح ہو جائے اور جو کم علم حضرات ہیں وہ خواہ مخواہ کے اعتراضات عائد کرنے سے باز آ جائیں۔

﴿اس واقعہ کے بارے میں ایک اہم وضاحت﴾

سیدی اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بیان کرنے سے قبل فرمایا کہ

''**غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے**''

یعنی حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ نابلسی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''حدیقہ ندیہ'' سے نقل کیا۔تو ممکن ہے کہ سیدی اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ نے حدیقہ ندیہ کے جس نسخے سے یہ واقعہ پڑھا ہو اس میں ''حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ'' کا ہی ذکر ہو یا شاید اس نسخے میں کسی کاتب کی غلطی سے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا نام لکھا گیا ہو،اسی لئے سیدی اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا

نام ذکر کیا۔لیکن ہمارے پاس جو حدیقہ ندیہ کا نسخہ ہے اس میں یہ **حضرت جنید بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے نہیں بلکہ **سیدی شمس الدین محمد حنفی شاذلی مصری** علیہ الرحمۃ (متوفی ۸۴۷ھ) کا نام سے موجود ہے۔

یا ممکن ہے کہ

''ملفوظات'' کے اصل نسخے سے جن لوگوں نے نقلیں لیں اور پھر ان نقلوں سے بعد والوں نے کتابت کروائی اس میں کاتب وناشر سے ایسی غلطی سرزد ہوگئی ہو اور اہل علم جانتے کہ ملفوظات میں کتابت اور ناشرین کی غلطیاں کا سلسلہ شروع سے رہا ہے ،جیسا کہ حضرت مولانا فیضان المصطفی مصباحی صاحب نے اپنے مضمون ''ملفوظات میں تحریفات اور الحاقات'' میں تفصیلی گفتگو فرمائی ہے (دیکھئے ''ملفوظات اعلی حضرت پر اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ:ص۱۴،فیصل خان رضوی)

تیسری بات یہ ہے سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اُس واقعے کا خلاصہ ومفہوم اپنے لفظوں میں بیان فرما اور پھر ملفوظات میں بھی الفاظ کا ردوبدل ممکن ہے۔علماء کرام کی کتب میں درجنوں ایسے واقعایات موجود ہے جن کو کتاب کا نام لیکر بیان کیا گیا لیکن من وعن بیان نہیں کیا گیا، بلکہ خلاصہ یا مفہوم بیان کردیا جاتا ہے اور یقیناً کوئی ادنیٰ سے علم رکھنے والا شخص اس بات کا انکار نہیں کرسکتا۔

﴿مرتب ’ مفتی اعظم ھندبریلوی ‘‘ مجرم ؟﴾

اعتـــراض ……: یہاں پرایک اعتراض یہ بھی سامنے آیا ہے کہ ’’چلیں اگر ایسی غلطیوں کے ذمہ دار اعلیٰ حضرت نہیں تو کم از کم ان ملفوظات کے مرتب ان کے بیٹے مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان بریلوی تو مجرم ٹھہرے۔

جـــواب ……: عرض ہے کہ بے شک حضور مفتی اعظم ہند حضور مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت میں تو کسی کو شک نہیں اور نہ ہی ان کے مرتبہ الملفوظ میں شک کی کوئی گنجائش ہے لیکن مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ الملفوظ سے جن لوگوں نے نقلیں لیں اور پھر ان نقلوں سے بعد والوں نے کتابت کرائی ان میں کتابت کی غلطیاں درآئیں، خود حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ بعد والے نسخوں میں ناقلین وکاتبین کی غلطیوں پر ناراضگی ظاہر فرماتے تھے۔لہذا ان غلطیوں کی ذمہ داری بھی مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ پر عائد نہیں کی جا سکتی ۔(دیکھئے ’’ملفوظات اعلیٰ حضرت پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ:ص ۱۴تا۱۷، فیصل خان رضوی)

اس وضاحت کے بعد اب آیئے مذکورہ (یا جنید رحمۃ اللہ علیہ) پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات کی طرف چلتے ہیں ،لیکن یہ واقعہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے اور مخالفین کی کتابوں میں بھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام سے ساری بحث و اعترضات موجود ہیں لہذا میں اکثر مقامات پر

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نام لکھوں گا لیکن میری مراد اس سے اصل واقعہ ہی ہوگا۔ آیئے اب معترضین کے اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کیجیے۔

﴿ ملفوظات کا نام لیکر اعلیحضرت پر اعتراض کرنا ہی غلط ہے ﴾

سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ مخالفین [علماء دیوبند] کے اصول کے مطابق تو ''ملفوظات'' کا نام لیکر سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا ہی غلط ہے کیونکہ یہ کتاب سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تصنیف نہیں یعنی انہوں نے خود اپنے قلم سے نہیں لکھی بلکہ ان کے ملفوظات کو قلم بند کیا گیا لہذا اس کی ہر ہر بات کی پوری ذمہ داری سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ہرگز عائد نہیں کی جا سکتی چنانچہ علماء دیوبند کی معتبر شخصیت سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب اپنا یہ اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> ''حضرت مرحوم نے اپنے قلم سے وہ نہیں لکھیں اور نہ ہی یہ ان کی تصنیف ہے جس میں مصنف کی پوری ذمہ داری کارفرما ہوتی ہے'' (راہ ہدایت: ص ۱۳۵)

اور اسی طرح ان کے ہی عبدالجبار سلفی دیوبندی صاحب اپنا یہ اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> ''یہ العرف الشذی کی طرح املائی تقریر ہے لہذا پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ علامہ کشمیری کا قول ہے۔ یہ املائی تقریریں ان کے شاگروں نے ان کی وفات کے بعد شائع کی ہیں'' (تنبیہ الناس: ص ۳۹)

لہذا جب یہ کتاب ''ملفوظات'' سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے قلم سے نہیں لکھی تو پھر اس دیوبندی اصول کے مطابق اس کی پوری ذمہ داری سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر عائد ہی نہیں ہوتی۔

پھر انہی مخالفین کے اصول کے مطابق ایسی کتابوں میں ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں غلطی کے امکان بھی موجود ہیں، کتابت کی غلطیوں وغیرہ کا بھی امکان ہوتا ہے۔ چنانچہ عبدالجبار سلفی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں لغزش کا امکان ممکن ہے''

(تنبیہ الناس: ص۳۹)

اسی طرح ظہور احمد الحسینی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے کتابی صورت میں شائع کر دیا، اب ظاہر بات ہے کہ ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں غلطی کا امکان موجود ہے''

(حقیقی دستاویز: ص۳٦۸)

تو مخالفین کے اس اصول سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ ایسی کتابوں (ملفوظات، املائی کتب) میں ''ناقلین کے سننے یا نقل کرنے میں لغزش کا امکان ممکن ہے لہذا اس کی مکمل ذمہ داری ان بزرگوں پر عائد نہیں کی جا سکتی جن کے ملفوظات لکھے گے ہیں۔

﴿ اعلیحضرت سے 150 سال قبل بزرگ کا حوالہ ﴾

سب سے پہلی بات تو آپ کو بتا تا چلوں کہ اصل میں یہ واقعہ سیدی شمس الدین محمد حنفی شاذلی مصری علیہ الرحمۃ (متوفی ۸۴۷ھ) کے نام سے سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے بھی تقریباً 129 سال قبل کے بزرگ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ) کی کتاب ''**الحدیقہ الندیہ شرح الطریق المحمدیہ**'' میں موجود ہے۔اورانہوں نے بھی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''العھود المحمدیۃ'' کے حوالہ سے بیان کیا چنانچہ ''حدیقہ ندیہ'' کی اصل عبارت اس طرح ہے۔

﴿...... ''الحدیقۃ الندیۃ'' کا اصل واقعہ ......﴾

''ومما یحث المرید علی اتخاذ الشیخ **الحی** مسر شدا منہ او المیت مستمدا منہ ما نقلہ الشیخ عبد الوھاب **الشعرانی** رحمۃ اللہ تعالیٰ فی **کتابہ** العھود المحمدیۃ :

ان معروف الکرخی کان یقول لا صحابہ:اذاکان لکم الی اللہ تعالی حاجۃ فا قسوا علیہ بی ولا تقسموا علیہ بی تعالی :فقیل لہ فی ذلک فقال :ھئولا ء لا یعرفون اللہ تعالیٰ فلم یحبھم ،ولو انھم عرفوہ لا جا بھم . وکذلک وقع لسیدی محمد الحنفی الشاذلی انہ کان یعدی من مصر الی

الروضة ما شياَ على الماء هو و جماعته فكان يقول لهم:

قولوا يا حنفى ،

و امشوا خلفى و اياكم ان تقولو ا يا الله !

تغرقوا .فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فى الماء فالتفت اليه الشيخ و قال :يا ولدى انک لا تعرف الله تعالىٰ حتى تمشى با سمه على الماء ،فاصبر حتى اعرفک بعظمة الله تعالىٰ .ثم اسقط الوسئط انتهى۔(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الجزالثانی، مکتبہ النوریہ، ص۲۷۰)۔

(ترجمہ آگے ''کشف النور'' کی عبارت کے تحت ہی موجود ہے)

﴿......''کشف النور'' کا اصل واقعہ ......﴾

......اوریہی حوالہ حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۴۳ھ) کی دوسری کتاب ''کشف النور عن اصحاب القبور'' میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا بھی اصل حوالہ ملاحظہ کیجیے۔حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃاللہ علیہ (م۱۱۴۳ھ) اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ

''ومما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحى مسر شدا منه او الميت مستمدا منه <u>ما نقله الشيخ عبد الوهاب الشعرانى رحمة الله تعالىٰ فى كتابه</u>

العهود المحمدية :

ان معروف الكرخی كان يقول لا صحابه:اذاكان لكم الى الله تعالى حاجة فا قسوا عليه بی ولا تقسموا عليه بی تعالی :فقيل له فی ذلک فقال :هئولا ء لا يعرفون الله تعالیٰ فلم يحبهم ،ولو انهم عرفوه لا جا بهم . وكذلک وقع لسيدی محمد الحنفی الشاذلی انه كان يعدی من مصر الى الروضة ما شياَ علی الماء هو و جماعته فكان يقول لهم:

قولوا يا حنفی ،

و امشوا خلفی و ايا كم ان تقولو ا يا الله !

تغرقوا .فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فی الماء فالتفت اليه الشيخ و قال :يا ولدی انک لا تعرف الله تعالیٰ حتی تمشی با سمه علی الماء ،فاصبر حتی اعرفک بعظمة الله تعالیٰ .ثم اسقط الوسئط انتهی۔

(ترجمہ)''مرید کو رشد وہدایت اور امداد حاصل کرنے کیلئے زندہ یا وصال فرمودہ شیخ کا دامن پکڑنے پر، **العھود المحمدیہ میں شیخ عبدالوہاب شعرانی کی یہ نقل شوق لاتی ہے** کہ حضرت

معروف کرخی اپنے احباب کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہ الٰہی میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو، اس ذات کی قسم نہ دو، اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا (کہ اس کی وجہ کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے لہذا وہ ان کی درخواست قبول نہیں فرماتا اگر اسے پہچانتے تو اس کی دعا قبول فرماتا۔

اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے وہ ایک جماعت کے ہمراہ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے جارہے تھے، اور انہیں فرماتے تھے

''**یا حنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو

اور دیکھو ''یااللہ'' نہ کہنا ڈوب جاؤ گے!

ان میں سے ایک شخص نہ مانا اور ''یااللہ'' کہا اس کا پاؤں پھسلا اور حلق تک پانی میں چلا گیا، شیخ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: بیٹے! **تجھے اللہ کی معرفت نہیں ہے حتی کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے، ٹھہر!** تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ کہا اور تمام حجابات اٹھا دیئے۔(انتہی)۔

(کشف النور عن اصحاب القبور ص ۲۰)

الحمد للہ عزوجل ''یا حنفی'' والا مذکورہ بالا واقعہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں کتابوں [1] ''**الحدیقه الندیه شرح الطریق المحمدیه**

''[2]''کشف النور عن اصحاب القبور ''میں موجود ہے۔جس کو حرف بہ حرف ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

قارئین کرام! یادرہے کہ حضرت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ 1143ھ میں فوت ہوئے اورسیدی اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 1272 میں پیدا ہوئے تو صرف انہی تاریخوں کو دیکھا جائے تو یہ **129** سال کا عرصہ بنتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے بھی تقریباً **129** سال قبل علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا،لیکن **129** سال کے اس طویل عرصے میں کسی ایک معتبر بزرگ نے اس پر انگلی نہیں اٹھائی حتا کہ اکابرین وہابیہ نے اس کتاب کے مصنف یا اس کتاب''حدیقہ الندیہ'' کے خلاف کوئی ایک فتویٰ بھی نہیں دیا،ممکن ہے کہ کوئی یہ کہہ دے کہ اکابرین دیوبند کے سامنے یہ کتاب''حدیقہ الندیہ''پیش ہی نہیں ہوئی اس لئے فتویٰ نہیں دیا گیا تو یہ تاویل بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی کیونکہ علماء دیوبند کے معتبر ترین بزرگ اشرفعلی تھانوی نے اس کتاب کی نقل پر بھروسہ کیا اوراس کے مصنف کی تعریفیں بھی کی ہیں۔

علماء دیوبند کے نزدیک علامہ نابلسی اور حدیقہ ندیہ

سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا واقعہ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب'''حدیقہ ندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ'' سے نقل فرمایا،اورانہی علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علماء دیوبند کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب جمال اولیاء صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

''سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی''

اور پھر تھانوی صاحب نے جمال اولیاء میں جن چالیس سے کچھ زائد کتب کی نقل پر بھروسہ کیا ان میں علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کتاب ''**الحدیقہ الندیہ شرح الطریق المحمدیہ**'' بھی شامل ہے۔

چنانچہ تھانوی صاحب نے جن کتابوں کی فہرست لکھی ہے اس میں نمبر ۳۶ میں ''**شرح الطریقۃ المحمدیہ**'' کا نام بھی موجود ہے۔

(جمال اولیاء صفحہ ۵: اشرفعلی تھانوی)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں کہ

''غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں **جنکی نقل بھروسہ کی نقل ہے** اور پھران کے **مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں** کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے''(جمال اولیاء صفحہ ۵)

معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی صاحب کے مطابق علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ''**عارف باللہ، اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء**'' میں ہوتا ہے۔اور انکی کتابوں کی نقل پر دیوبندی مکتبہ فکر کی سب سے اہم شخصیت اشرفعلی تھانوی صاحب کو مکمل بھروسہ تھا۔

لہذا اس اعتبار سے یہ کتاب اور اس کے مصنف علماء دیوبند کے نزدیک معتبر و مستند ٹھہرے تو پھر دیوبندی علماء ہم سنیوں پر اعتراض کرنے سے قبل اپنی اس معتبر کتاب اور اس کے مصنف جو ان کے مطابق اکابر اولیاء اور بڑے یعنی معتبر علماء میں سے

ہیں۔

علامہ نابلسیؒ کا مقام و مرتبہ

اب علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند بزرگ علماء دین کی رائے بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

......علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علماء اسلام نے

''عارف باللہ، قطب الاقطاب'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(دائرہ المعارف، عربی ج ۱۱ص ۱۶۰)۔

......مولوی فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمۃ نے ان کے بارے میں لکھا

''عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی، عالم محقق فاضل مدقق تھے''

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۴۵۸ طبع لاہور)

......اسماعیل پاشا بغدادی نے لکھا

''النابلسی الدمسقی العارف باللہ الحنفی الصوفی النقشبندی القادری''

(ھدیۃ العارفین جلد اول صفحہ ۵۹۰)

......شیخ سید احمد طحطاوی حنفی قدس سرہ نے فرمایا

''قال العارف باللہ سید عبد الغنی نابلسی''

(ھدیۃ العارفین جلد اول صفحہ ۵۹۰)

......شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

''الشیخ عبد الغنی بن اسماعیل النابلسی لدمشقی

،الحنفی اشھر الاولیاء العارفین من عصرہ الی الان اخذ عن کثیر من ائمة العلماء و الاولیاء اخذ عنه کثیر منھم ''(جامع کرامات اولیاء جلد۲ص۱۹۴)

حضرت شیخ سیدی محمد حنفی شاذلی مصری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات الامام المحقق شیخ یوسف بن اسمعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''**جامع الکرامات الاولیاء**'' (عربی) میں درج فرمائے ہیں۔ (اردو ترجمہ ،مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ا ص ۶۶۳، ج ۲ ص ۱۰۶۹)

الحمد للہ عزوجل! ثابت ہوا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابر اولیاء و علماء میں ہوتا ہے۔ حتا کہ خود علماء دیوبند نے بھی اعتراف کیا جیسا کہ بیان ہو چکا۔

(بحوالہ آئینہ اہل سنت)

......''یا حنفی'' کے واقعہ پر علامہ اسماعیل نبہانی کا حوالہ......

یہی واقعہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''شواہد الحق'' صفحہ 338 پر بھی موجود ہے۔ اور یاد رہے کہ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کی کتاب ''جامع کرامات الاولیاء'' کی تخلیص و ترجمہ علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے ''جمال الاولیاء'' کے نام سے کیا ہے۔ دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی کی کتاب کے ٹائیٹل پیج پر انہی بزرگ کا نام اسی طرح لکھا ہے

''حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ''

تو اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ عائد کریں اور اگر نہیں کرتے تو یہ تسلیم کریں کہ دیوبندی علماء

کے فتوے محض ضد وعناد کی بنا پر صرف اور صرف سنیوں ہی کے لئے ہیں۔

﴿اعلیحضرت سے 300 سال قبل کے بزرگ امام شعرانی کا حوالہ﴾

یہی (یا حنفی) واقعہ حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**العھود المحمدیہ**" میں بھی موجود ہے اور حضرت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسی کتاب "العھود المحمدیہ" کے حوالے ہی سے بیان فرمایا ہے۔

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 973ھ میں ہوا تو اب اگر سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت (1272ھ) کو دیکھا جائے تو صرف اس حساب سے تقریبا **299** سال پہلے یہ واقعہ بیان ہو چکا تھا یعنی سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے تقریباً تین (3) صدیاں قبل یہ واقعہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ چنانچہ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "**لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ**" میں بیان فرماتے ہیں کہ

> **وکذلک وقع لسیدی محمد الحنفی الشاذلی رحمہ اللہ انہ کان یعدی من مصر الی الروضۃ ما شیاً علی الماء ھو و جماعتہ فکان یقول لھم: قولوا یا حنفی، و امشوا خلفی و ایاکم ان تقولوا یا اللہ! تغرقوا. فخالف شخص منھم وقال: یا اللہ فزلقت رجلہ فنزل الی لحیتہ فی الماء، فالتفت الیہ**

الشیخ و قال :یا ولدی انک لا تعرف الله تعالیٰ حتی تمشی با سمہ علی الماء ،فاصبر حتی اعرفک بعظمة الله تعالیٰ .ثم اسقط الوسئط انتھی ۔(لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھو دالمحمد یۃ: تالیف سیدی عبدالوھاب شعرانی)

﴿سیدی مصطفے البکری؅ کا حوالہ﴾

۞......یہی (یا حنفی) والا مذکورہ بالا واقعہ

''لمع البرق المقامات العوال فی زیارة سیدہ حسن الراعی وولدہ عبد المعال ''از سیدی مصطفےٰ البکری حنفی علیہ الرحمتہ میں بھی موجود ہے'' (بحوالہ آئینہ اہل سنت ۱۴۳)

تو معلوم ہوا کہ سیدی اعلیحضر ت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے بھی تین (3) صدیاں قبل یہ واقعہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔اور تاریخ گواہ ہے کہ تقریبا تین سو(300) سال کے دوران کسی ایک مستند ومعتبر اکابر دین نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا،ان پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں دیا،ان پر ایسا کوئی الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے ایک ولی کو اللہ پر فضلیت دی ،معاذ اللہ عزوجل۔تو ہم پوچھتے ہیں کہ 300 سال یعنی تین صدیوں میں کوئی بھی توحید کو جاننے والا عالم دین نہیں تھا؟ یا ان تین صدیوں کے کسی عالم دین کی نظر سے یہ کتاب یا یہ واقع نہیں گزرا؟ کیا تین صدیوں کے سب علماء دین جاہل یا ناسمجھ تھے کہ انہوں نے اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا اور آج کے

مخالفین حضرات زیادہ توحید کو جاننے والے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ تین سو سال تک کسی ایک مستند ومعتبر عالم دین نے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر بزرگوں پر پر کوئی اعتراض نہیں کیا؟

﴿ دیوبندی امام کی پسندیدہ ومعتبر کتاب میں بھی یہی واقعہ ﴾

چلیں بالفرض تین سو سال کے علماء کی نظر سے امام شعرانی کی یہ کتاب نہیں گزری ،حالانکہ ایسا ہوا نہیں کیونکہ دیوبندی امام اشرفعلی تھانوی نے جس کتاب ''حدیقۃ ندیہ'' کی نقل پر بھروسا کیا انہوں نے بھی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے لیکن انہوں نے بھی کوئی اعتراض عائد نہیں کیا۔

پھر بالفرض یہ کتاب کسی کی نظروں سے نہیں گزری تو کم از کم علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی کے زیر مطالعہ تو ''**حدیقہ ندیہ**'' رہی ،جس کا ثبوت ''جمال اولیاء ص۵'' پر موجود ہے لہذا جب علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو علماء دیوبند اپنے اصول کے مطابق بتائیں کہ تھانوی صاحب نے اس کتاب ' حدیقہ ندیہ'' اور اس کے مصنف پر وہی سارے فتوے کیوں نہیں لگائے جو آج کل کے علماء دیوبند کی زبانوں اور کتابوں میں پائے جاتے ہیں؟

﴿دیوبندی امام سرفراز خان صفدر کے اصول کے مطابق﴾

یاد رہے علماء دیوبند کے امام سرفراز صفدر صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

''اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت شبلی علیہ الرحمتہ اور ان کے عقیدت مند مرید اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے بلا انکار وتردید یہ واقعہ نقل فرمایا......کیا یہ سب کے سب حضرات کافر ہیں؟العیاذ باللہ تعالی۔اگر یہ کافر ہیں تو بریلوی (سنی) حضرات نے ان کے کفر کی اشاعت کب کی ،کس کتاب میں کی اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟اور ان کے خلاف یہ تکفیری محاذ کیوں قائم نہیں کیا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟......الخ (عبارات اکابر:ص۲۱۴)

تو اب علماء دیوبند کے سامنے انہی کا یہ اصول پیش کرتے ہوئے ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ

''کہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، **حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی** رحمۃ اللہ علیہ، سیدی مصطفے البکری رحمۃ اللہ علیہ نے بلا انکار وتردید یہ واقعہ (یا حنفی والا) نقل فرمایا......تو کیا یہ حضرات (نابلسی وشعرانی ، نبہانی،سیدی مصطفی) کافر ہیں؟اگر یہ کافر ہیں تو دیوبندی حضرات نے ان کے کفر کی اشاعت کب کی ؟کس کتاب میں کی؟اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی؟اور ان کے خلاف یہ

تکفیری محاذ کیوں قائم نہیں کیا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''
پھر کیا وہ سب اعتراضات، الزامات اور فتوئے جو اس واقعہ کو لیکر علماء دیوبند حضرات نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کیے ہیں وہ سب کے سب اعتراضات، الزامات اور فتوئے ان بزرگوں (نابلسی و شعرانی، نبہانی، سیدی مصطفیٰ) پر بھی عائد ہوں گے کہ نہیں؟ یا وہ سارے فتوئے (محض سنیوں سے بغض و عناد کی وجہ سے) سنیوں ہی کے لئے ہیں؟ اور اگر ان (نابلسی و شعرانی، نبہانی، سیدی مصطفیٰ) پر فتویٰ نہیں تو پھر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں، ایسا تو نہیں کہ علماء دیوبند کے ہاں انصاف کے ترازو الگ الگ ہیں؟

ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ مخالفین کے خود اپنے بڑے بڑے علماء و اکابرین نے اپنی کسی کتاب میں بھی'' **حدیقہ ندیہ، کشف النور یا لواقح الانوار القدسیة فی بیان العھود المحمدیة** '' کی اس عبارت کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔ ان پر کوئی فتوے نہیں لگائیں انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا گستاخ نہیں کہا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب یہی بات سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں تو مخالفین کے فتوؤں کی توپوں کے منہ کھل جاتے ہیں۔ کوئی ایک حوالہ مخالفین اپنے اکابرین کا پیش نہیں کر سکتے جس میں علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ یا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہا ور یسیدی مصطفیٰ البکری رحمۃ اللہ علیہ کے اس مذکورہ بالا واقعہ پر وہی سارے فتوے، اعتراضات اور الزامات عائد کیے گے ہوں جو کہ سیدی

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کیے جاتے ہیں۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دشمنی صرف اور صرف سیدی اعلیحضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ہے اور صرف سنی بریلوی علماء سے ہی بغض وعناد کی وجہ سے خواہ مخواہ انتشار پھیلاتے ہیں۔ پھر سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ محض ناقل ہے، اب اگر ناقل پر اعتراض ہے تو پھر اصل مصنف تو تنقید و اعتراض کا زیادہ حق دار ہوگا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ معترضعین حضرات علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ پر کبھی تنقید نہیں کریں گے۔

﴿......لو اپنے دام میں صیاد آ گیا......﴾

الحمد للہ عزوجل! مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جس واقعے کو بنیاد بنا کر مخالفین نے ہم اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی (یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں) کو تنقید کا نشانہ بنایا، وہی سب کچھ خود ان کے اپنے امام اشرفعلی تھانوی کی معتبر شخصیت عارف باللہ، ولی کامل ،اکابر عالم علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف ایک کتاب بلکہ دو کتابوں سے ثابت ہے بلکہ یہی واقعہ علماء دیوبند و اہلحدیث کی معتبر و متفقہ شخصیت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے بھی ثابت ہے اور پھر اسی نوعیت کے واقعے خود دیوبندی بزرگوں کے بارے میں خود علماء دیوبند نے درج کیے ہیں۔ (حوالے آگے موجود ہیں) لہذا اب وہ تمام مخالفین حضرات جنہوں نے محض بغضِ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعے پر اپنی کتابوں کے صفحات کو کالا کیا، ان سب کو چاہیے کہ اگر وہ خود کو سچا سمجھتے ہیں، تو اب دوبارہ

اپنی قلموں کو جنبش دیں اور جس لب ولہجہ، جس اندازِ تحریر وتقریر، اور جس شوقِ تکفیر کا ثبوت سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دیتے ہیں اسی طرح علامہ عبد الغنی نابلسی، امام شعرانی، علامہ نبہانی، امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر بھی فتوے لگائیں، انھیں بھی تنقید کا نشانہ بنائیں، بلکہ ہوسکے تو اپنے اپنے مراکز کے جید و معتبر مفتیان سے وہی سارے اعتراضات لکھوا کر ان بزرگوں پر بھی فتوئے مفت شائع کراوئیں، یا کوئی ویڈیو ہی بنائیں۔

لیکن یاد رہے کہ یہ آج کے کوئی غیر معتبر مولوی نہیں بلکہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تو وہ بزرگ ہیں جن کی بڑے بڑے علماء دیوبند واہلحدیث نے تعریفین کی ہیں۔ لہذا اگر ان پر من گھڑت فتوے لگائیں گے تو خود مخالفین کو ان کے اپنے ہم مسلک علماء جوتیاں ماریں گے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوء کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اور اگر ان پر فتوے نہیں لگائیں گے تو ایسی صورت میں مخالفین کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے خواہ مخواہ سنیوں پر بلخصوص سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فتوے لگائے۔

امام شعرانیؒ علماء وھابیه کے نزدیک

ممکن ہے کہ کوئی صاحب حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار ہی کر دے یا ان کے خلاف قلم اٹھا دے تو اس سلسلے میں بھی چند حوالے علماء وہابیہ کی کتب سے ملاحظہ کیجیے۔

☆ دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ

''**علامہ شعرانی** رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے **قطب تھے**''

(حاشیہ الدر المنصو رحصہ اول ص ۱۴)

☆ مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ

''امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے صحیح بخاری پڑھی'' (فیض الباری جلد اول ۲۰۴)

☆ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

''مجھ نابکار کو ان سے کمال حسن عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کتب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کی مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی'' (تاریخ اہلحدیث بر حاشیہ ص ۱۳۶)

☆ نواب صدیق حسن خان بھوپالی اہلحدیث لکھتے ہیں کہ

''علامہ شعرانی عالم، محدث، صوفی ، صاحب کراماتِ کثیرہ تالیفات نفسیہ ، متبع سنت، مجتنب عن البدعتہ ، جامع بین الشریعہ والطریقتہ تھے'' (تاج مکلل بحوالہ آئینہ اہل سنت ۱۱۰)

گزارش یہ ہے کہ اگر زیر بحث واقعہ حقیقتاً کفر وشرک پر مبنی ہے تو پھر مذکورہ بالا واقعہ ''یا حنفی'' پر بھی کفر وشرک کا فتوی جاری ہونا چاہیے تھا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر تو مخالفین کفر، شرک، گمراہی کے فتوے لگاتے ہیں لیکن عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ یہ اپنے بیگانے کا فرق کیوں؟ لہذا اب وہی سب

اعتراضات، الزامات اور فتوے جو سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر عائد کرتے ہیں ، وہی سب خود علماء وہابیہ پر بھی عائد ہوئے کیونکہ خود ان کی مسلمہ شخصیت نے ''یا حنفی'' والا واقعہ لکھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ (امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ) کا یہ واقعہ بالکل صحیح ہے لیکن مخالفین اپنی خرد ماغی کی وجہ سے اس کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں۔

﴿امام حنفی شاذلی ونابلسی وشعرانی مخالفین کے فتوؤں کے زد میں﴾

علماء دیوبند کی مشہور کتاب ''دھماکہ'' کے دیوبندی مصنف نے ملفوظات اعلیحضرت کا ''یا جنید والا واقعہ'' بیان کرنے سے قبل لکھا کہ

''اعلیحضرت نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اولیاء اللہ خود اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ [پھر یہ ہیڈنگ لگائی کہ]

حضرت جنید بغدادیؒ کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا ''(دھماکہ:۵۱)

اسی طرح علماء دیوبند کے خالد محمود دیوبندی نے ملفوظات کے واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ

''حضرت جنید بغدادیؒ کو خدا پر فضیلت دینا''

(مطالعہ بریلویت ج۲ص۲۳۸)

یعنی علماء دیوبند کے نزدیک یا جنید کہنا اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل سے بڑھانا ہے، اور اولیاء کو اللہ تبارک وتعالیٰ پر فضیلت دینا ہے۔ (معاذ اللہ) تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر واقعی علماء دیوبند اپنے ان فتوؤں کو درست تسلیم کرتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ یہ اہم فریضہ صرف ہم سنیوں تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ کفر و گستاخی کے یہ سب

فتوئے حضرت امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لگائیں، کفر وشرک کے یہی فتوے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لگائیں، کفر وشرک کے یہی فتوئے حضرت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لگائیں بلکہ یہی فتوے اشرفعلی تھانوی دیوبندی پر بھی لگائیں کہ انہوں نے ایسے شخص (علامہ نابلسی) کو بزرگ تسلیم کیا جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہی (بقول مخالفین) کفریہ وگستاخانہ (یاحنفی والا) واقعہ لکھا۔

اب ہم کسی عام دیوبندی سے نہیں بلکہ علماء دارالعلوم دیوبند کے مفتیوں کو زحمت دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اگر واقعی آپ حضرات کے علماء کے فتوے وہ سب فتوئے (کفر وگستاخی کے) درست ہیں جو ہم عرض کر چکے تو آپ ہمت کریں اوران مذکورہ حضرات پر بھی کفر وشرک یا گستاخی کے فتوے عائد کریں یا پھر یہ تسلیم کریں کہ آپ کے فتوے من گھڑت ہیں اور صرف سنی حنفی بریلوی علماء سے مسلکی تعصب کی وجہ سے ہیں۔

﴿امام حنفی، شاذلی، نابلسی اور شعرانی پر دیوبندی فتوے﴾

ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی صاحب یہ کہہ دیں کہ علماء دیوبند کے جو فتوے ملفوظات پر ہیں وہ اس وجہ سے ہیں کہ اللہ کی پکار چھوڑ کر ایک بزرگ کو پکارا گیا اور یہ عمل قابل اعتراض ہے۔

تو اس کے جواب میں بھی ہم کہتے ہیں کہ جناب جو بات ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے وہی بات انہی معتبر ومسلمہ بزرگوں (علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیقہ ندیہ، اور کشف النور اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابوں میں بھی

موجود ہے۔جیسا کہ ان کتابوں کی اصل عبارات پہلے درج ہو چکی ہیں۔ بلکہ مخالفین کے مذہب کے مطابق تو ملفوظات اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ سخت جملے حضرت امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

''**یا حنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو

اور دیکھو''**یا اللّٰہ**'' **نہ کہنا** ڈوب جاؤ گے''

(حدیقہ ندیہ، کشف النور، العقود المحمدیۃ)

یہاں تو بالکل صاف دوٹوک الفاظ میں حکم ہے کہ

''**یا اللہ نہ کہنا ڈوب جاؤ گے**''

تو اب جناب خالد محمود دیوبندی و دیگر دیوبندی علماء کے مطابق تو امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو اللہ عزوجل سے بڑھا دیا،اور علماء دیوبند کے عارف باللہ اور بڑے عالم علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء دیوبند واہلحدیث کے مستند و معتبر بزرگ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ اپنی کتابوں میں بیان کیا۔تو اب علماء دیوبند واہلحدیث کے جید مفتیان حضرات کو چاہیے کہ ایک عدد فتوی امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی جاری کریں اور کہیں کہ یہ سب گستاخ ،کافر اور مشرک تھے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اور اگر آپ حضرات ایسا نہیں کر سکتے اور ان شاء اللہ عزوجل آپ حضرات ایسا فتویٰ ہر گز نہیں دے سکیں گے تو پھر یہ تسلیم کریں کہ امام اہل سنت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر جن نام نہاد مولیوں،مفتیوں نے اعتراضات کیے،ان کو تنقید کا نشانہ بنایا وہ

محض ضد وعناد اور مسلک اہل سنت سے بغض کی وجہ سے تھے۔

کیا اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ کہنے سے منع نہیں کی؟

اعتراض...... :مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک اسلام یہ ہے کہ یا اللہ یا اللہ مت کہا کرو، صرف یا جنید یا جنید کہو۔

......الجواب......

یہ اعتراض صریح جھوٹ و بہتان ہے۔ ہم تمام مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ملفوظات سے یہ الفاظ نکال کر بتائیں جن میں یہ ہو کہ

''یا اللہ مت کہو صرف یا جنید کہو''

لیکن قیامت تک ایسے الفاظ نکال کر نہیں دیکھا سکتے بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو خود فتاویٰ رضویہ میں اس بات کو افترا قرار دیا، چنانچہ سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''اور یہ محض افترا ہے کہ انہوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یا جنید کہنا''

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۶ ص ۶۳۶ طبع لاہور)

لہذا ایک طرف ملفوظات ہیں جو کہ سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی قلم سے نہیں لکھے گے اور ان میں ناقلین و کاتبین کی اغلاط بھی شامل ہیں جبکہ دوسرے طرف سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے فتاوی جات ہیں اور یہ (فتوی رضویہ) معتبر و مستند بھی ہے تو اہل علم اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض کوئی ایسی بات ملفوظات میں ہوتی بھی تو ترجیح و اہمیت فتوے کو دی جاتی ہے۔

...... پھر انصاف کے ساتھ ملفوظات کے اس واقعہ کو سامنے رکھیں تو یہاں

بالکل واضح ہوتا ہے کہ اس میں ایسی کوئی بات ہی نہیں جو کہ مخالفین بیان کر رہے ہیں بلکہ اس میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی فضلیت تسلیم کی چنانچہ واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ

(حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ) ''یا اللہ'' کہتے ہوئے اس (دریا) پر زمین کی مثل چلنے لگے (ملفوظات)

تو ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے کہ یا اللہ، یا اللہ کہنے کی تعلیم وتربیت اور اللہ کے نام کی فضلیت تو اس میں موجود ہے، وہ تو صاف یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ اگر کوئی ''یا اللہ، یا اللہ'' پکارے تو کامیاب وکامران ہے۔

۞......تیسری بات یہ ہے کہ علماء دیو بند کے عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ''یا حنفی'' والا واقعہ لکھا۔اور وہاں یہ موجود ہے کہ ''**یا حنفی**'' کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور دیکھو ''**یا اللہ'' نہ کہنا** ڈوب جاؤ گے'' (حدیقہ ندیہ، کشف النور، لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھو دالمحمدیۃ) لہذا اب مخالفین کو چاہیے کہ ان بزرگوں پر فتوے لگائیں اور اگر نہیں لگاتے تو پھر اپنے ہی اصول سے مخالفین حضرات اولیاء کو اللہ پر فضلیت دیکر اپنے ہی فتوؤں کی زد میں آتے ہیں۔

۞......پھر علماء دیو بند ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیں کہ آپ کے دیو بندی مولوی محمد حبیب خان میواتی دیو بندی نے اپنی کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' میں شاہ نصر اللہ نصرتی کا واقعہ لکھا، اس میں شاہ صاحب نے اپنے مرید کو کہا کہ

''**نصر اللہ کا ورد کرتا چل**'' جب وہ **بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ**

''**کہنے لگا، فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا**، آپ نے کہا......تو نصر اللہ کہتا چل''، ملخصاً

۞......اسی طرح علماء دیوبند کے مفتی اعظم کا حوالہ بھی دیوبند کتاب میں ہے کہ ''شاہ بھیک والا واقعہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ

''اس میں ایک طالبعلم یا بھیک یا بھیک کہتا ہے تو سمندر پر چلنا شروع ہو جاتا ہے لیکن جب یا اللہ یا اللہ کہتا ہے تو ڈوبنے لگتا ہے''۔ ملخصاً۔

لہذا اب علماء دیوبند کو چاہیے کہ شاہ نصر اللہ نصرتی پر بھی فتویٰ لگائیں، دیوبندی مفتی اعظم اور اس واقعہ کو اپنی کتاب میں لکھنے، اور ایسی کتاب پر پیش لفظ لکھنے والے تمام دیوبندیوں پر بھی فتویٰ لگائیں اور اگر نہیں لگاتے تو پھر اپنے ہی فتاوی جات کے مطابق آپ خود ہی اولیاء کو اللہ پر فضلیت دیکر مشرک ٹھہرے۔

۞......اسی دیوبندی حکیم تھانوی کی کتاب ''امداد المشتاق صفحہ ۵۰'' پر ایک واقعہ ہے

کہ ایک شخص بیمار ہوئے اللہ اللہ کہنے لگے تو ان کے بزرگ نے کہا اللہ اللہ نہ کہو آہ آہ کہو تو تب ٹھیک ہوگا......آخر جب انہوں نے اللہ اللہ کہنا چھوڑ کر اس بزرگ کے کہنے پر آہ آہ کہنا شروع کیا تب صحت مند ہوئے۔ ملخصاً۔

لہذا علماء دیوبند کو یہاں بھی فتویٰ لگانا چاہیے یا اس کا جواب دینا چاہے۔ بحر حال جو اعتراض مخالفین نے لگایا اس کی کچھ حقیقت نہیں، سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے

یا اللہ، یا اللہ کہنے سے کہیں بھی منع نہیں کیا۔ بلکہ ان کے نزدیک ایسی ممانعت تو ان بزرگوں سے بھی ثابت نہیں، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ کی عبارت گزری۔

﴿......علماء دیوبند نے نصر اللہ کو اللہ پر فضیلت دی؟......﴾

سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے **ملفوظات میں** ''یا جنید'' والے واقعہ کو پڑھ کر علماء دیوبند سیخ پا ہو گئے، اس واقعہ کو پیش کر کے کہنے لگے کہ ''اعلیحضرت نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اولیاء اللہ خود اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ (پھر یہ ہیڈنگ لگائی کہ) **حضرت جنید بغدادیؒ کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا**'' (دھماکہ ۱۵۱) اسی طرح خالد محمود دیوبندی نے ملفوظات کے واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ ''حضرت جنید بغدادیؒ کو خدا پر فضیلت دینا'' (مطالعہ بریلویت ج۲ ص ۲۳۸)

اب اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت دیکھئے کہ علماء دیوبند نے جس واقعہ کو بنیاد بنا کر یہ اعتراضات کیے، وہی واقعہ خود علماء دیوبند کے گھر میں شاہ نصر اللہ نصرتی صاحب کے بارے میں موجود ہے۔

چنانچہ محمد حبیب خان میواتی دیوبندی نے اپنی کتاب ''**تذکرہ صوفیائے میوات**'' میں شاہ نصر اللہ نصرتی ولادت ۱۰۷۷ھ کا ذکر کیا، آپ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں تولد ہوئے۔ پھر اس کے بعد ان کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

''ایک روز ایک مرید ہم سفر تھا، **راستہ میں دریا پڑا**، شاہ نصر اللہ نے فرمایا: ''میرا ہاتھ تھام لے اور **نصر اللہ کا ورد کرتا چل**'' عین

منجدھار میں پہنچے تھے کہ مُرید نے پیرو مرشد کو اللہ کے نام کا درد کرتے سنا تو وہ بھی **<u>بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ'' کہنے لگا، مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا</u>**،

آپ نے اسے بازو سے سہارا دیا: ''تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے تو نصر اللہ کہتا چل،

اس نے نصر اللہ کا ورد شروع کر دیا اور دونوں دریا کو پار کر گئے''

(تذکرہ صوفیائے میوات صفحہ ٦٢٣ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور)

اب علماء دیوبند اپنے گھر کا یہ واقعہ بھی بغور پڑھیں، اور دیکھیں کہ وہی باتیں جو یا جنید (یا حنفی) والے واقعہ میں موجود تھیں وہی یہاں بھی ہیں مختصراً وضاحت ملاحظہ کیجیے۔

❁......**<u>راستہ میں دریا پڑا</u>**، شاہ نصر اللہ نے (اپنے مرید کو دریا پار کرنے، یعنی دریا پر چلنے کے لئے) فرمایا: ''......**<u>نصر اللہ کا ورد کرتا چل</u>**''، یعنی شاہ نصر اللہ (غیر اللہ) کے نام کا ورد۔

❁......اور جب مرید نصر اللہ شاہ صاحب کے نام کا ورد کرتے دریا پر چلتے چلتے عین منجدھار میں پہنچا تو **<u>''بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ'' کہنے لگا''</u>** تو اللہ کے نام کا ورد کرتے ہی فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا یعنی شاہ نصر اللہ (غیر اللہ) کے نام کے ورد سے نہیں دوبا اور اللہ عزوجل کے نام کے ورد سے ڈوبنے لگا۔

❁......شاہ نصر اللہ صاحب نے مرید کو کہا ''**<u>تجھے کیا معلوم کہ اللہ</u>**

کیا ہے، تو نصر اللہ کہتا چل ''تو جب اس دوبتے مرید نے اللہ کے نام کا ورد چھوڑ کر دوبارہ شاہ نصر اللہ (غیر اللہ) کے نام کا ورد شروع کیا تو پھر دریا پار کر گیا۔

اللہ اکبر! میرے سنی بہن بھائیو!

دیکھ رہے ہیں آپ کہ وہی ساری باتیں جن کو علماء دیوبندی خلاف اسلام بتا رہے تھے، اولیاء کو اللہ پر فضلیت دینے کے فتوے لگا رہے تھے، یہی معاملہ جب ان کے اپنے گھر پہنچا تو اولیاء کی کرامت بن گیا، وہی سب کتابوں کی زینت بن گیا، وہی سب بزرگوں کی شان وعظمت قرار پایا۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

﴿دیوبندی اصول سے انکار کرنا بے غیرتی و بے شرمی﴾

ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ ہم اس کتاب کے مصنف کو نہیں مانتے۔

جواب ......: اگر دیوبندی حضرات اپنے دیوبندی علماء کی ان تحریرات کا انکار کریں گے تو اپنے ہی اصول سے بے غیرت اور بے حیاء ٹھہریں گے۔ کیونکہ خود ان کے مولوی ابوایوب دیوبند صاحب لکھتے ہیں کہ

''جب بریلوی حضرات کے سامنے ان کے جید بریلوی علماء کی تحریرات سامنے رکھ کر ان کو آئینہ دکھایا جاتا ہے تو ان کے پاس جب بچنے کا کوئی چھٹکارا نہیں ہوتا تو بجائے شرمندہ اور سر تسلیم کرنے کے بے **غیرت اور بے حیاء لوگوں کی طرح** اپنے باب

دادا اور جید بریلوی علماء و اکابرین کا انکار کر دیتے ہیں''

(دست و گریبان: ج ۱ ص ۱۲، ۱۳)

تو اس دیوبندی اصول سے اگر دیوبندی حضرات اپنے دیوبندی علمائے کے ان حوالوں کا انکار کریں گے یعنی ان کو غیر معتبر کہیں گے تو بے غیرت و بے حیاء ٹھہریں گے۔ اب دیوبندیوں کی مرضی کے غیرت مند بنے کی کوشش کریں یا بے غیرتی و بے حیائی پر قائم رہیں۔

دوسری بات یہ بھی عرض ہے کہ دیوبندیوں کے پیر طریقت رہبر شریعت حضرۃ سید نفیس الحسینی صاحب خلیفہ ارشد قطب الاقطاب حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری نے دیوبندیوں کی اس کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' پر پیش لفظ تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ

''تذکرہ صوفیائے میوات'' ہمارے محترم دوست مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب میواتی کی تالیف ہے۔ مولانا موصوف تاریخ کے ایک بلند پایہ فاضل ہونے کے علاوہ **ایک مستند عالم دین بھی ہیں**...... ہمارے مکرم و محترم دوست حضرۃ مولانا عبدالمنان ہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے **عزیز تلامذہ میں سے ہیں**۔ ان کی یہ محنت و کوشش لائق صد تحسین ہے''

(تذکرہ صوفیائے میوات: محمد حبیب خان میواتی)

لہذا کوئی دیوبندی اس کا انکار بھی نہیں کرسکتا۔

﴿ دیوبندی تعلیم ''اللہ اللہ'' کی بجائے یا بھیک یا بھیک ﴾

علماء دیوبند دوسروں پر اعتراضات تو کرتے ہیں لیکن اپنے گھر سے بے خبر رہتے ہیں، آیئے ذرا علماء دیوبند اپنے گھر کا یہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ علماء دیوبند کے مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کے استاد مفتی محمود حسن گنگوہی کے ارشادات ''ملفوظات فقیہ الامت'' کو ان کے خلیفہ مفتی محمد فاروق دیوبندی نے ترتیب دیا ہے، اسی میں دیوبندی مفتی اعظم کا یہ ارشاد موجود ہے لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

''ارشاد فرمایا کہ ایک واقعہ لکھا ہے شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ کا جو خلیفہ ہیں شاہ ابو المعالی کے وہ چلے جا رہے تھے دریا کے کنارے جب دریا کے قریب پہنچے تو دیکھا ایک طالب علم بیٹھا ہے پوچھا کیا بات ہے تو کہا اس پار جانا ہے تو شاہ بھیک نے کہا <u>میرے پیچھے چلو اور یہ کہتے ہوئے چلو</u>

یا بھیک یا بھیک

اور خود کہتے چلے یا اللہ یا اللہ۔

درمیان سمند میں چل کر اس طالب علم کو خیال آیا کہ

خود تو کہہ رہے ہیں یا اللہ اور مجھ سے کہا یا بھیک کہو

<u>انہوں (یعنی طالب علم) نے بھی شروع کر دیا</u>یـــا اللہ یا اللہ تو پیر لڑکھڑا نے لگے (یعنی ڈوبنے لگا) تو شاہ بھیک نے کہا کہو **یا بھیک یا بھیک۔**

پھر کہنے لگے یا بھیک کنارے پر پہنچ کر فرمایا کہ **بھیک کو تو پہچانا**

نہیں اللہ کو کیا پہچانتے ۔ اس واقعہ سے دونوں قسم کے لوگ استدلال کر لیتے ہیں دیوبندی بھی بریلوی بھی۔

(ملفوظات فقیہ الامت: جلد۲ص۱۰۵)

اب ذرا علماء دیوبند مہربانی فرما کر اپنے دیوبندی مفتی اعظم کے بیان کردہ اس واقعے پر اور دیوبندی مفتی اعظم پر بھی وہی فتوئے لگائیں جو ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ **پر لگاتے ہیں۔** کیونکہ وہی باتیں جو یا جنید (یا حنفی) والے واقعہ میں موجود ہیں وہی یہاں بھی ہیں ، مختصراً وضاحت ملاحظہ کیجیے۔

۞...... **راستہ میں سمندر پڑا**، شاہ بھیک صاحب نے (طالب علم کو سمندر پار کرنے کے لئے) فرمایا: ''...... **میرے پیچھے چلو اور یہ کہتے ہوئے چلو یا بھیک یا بھیک**'' یعنی اپنے نام کا ورد پڑھنے کو کہا۔

۞......اور جب طالب علم نے شاہ بھیک (غیر اللہ) کے نام کا ورد ''یا بھیک یا بھیک'' پڑھنا شروع کیا تو وہ سمندر پر چلنے لگا۔

۞......اور جب طالب علم شاہ بھیک (غیر اللہ) کے نام کا ورد کرتے ، سمندر پر چلتے ہوئے آگے پہنچا تو **''یا بھیک یا بھیک کی بجائے جیسے ہی ''یا اللہ یا اللہ''** کہنے لگا'' تو اللہ کے نام کا ورد کرتے ہی ڈبنے لگا۔ (یعنی یا بھیک کے نام کے ورد سے نہیں دوبا اور اللہ عزوجل کے نام کے ورد سے ڈوبنے لگا)۔

۞...... طالب علم جیسے ہی یا اللہ کے ورد سے ڈوبنے لگا تو شاہ

بھیک صاحب نے طالب علم کو کہا ''**کہو یا بھیک یا بھیک**۔''تو جب اس دوبتے ہوئے طالب علم نے اللہ کے نام کا ورد چھوڑ کر دوبارہ یا بھک یا بھیک (غیر اللہ) کے نام کا ورد شروع کیا تو پھر دریا پار کرنے لگا۔

……شاہ بھیک صاحب نے کہا ''**بھیک** کو تو پہچانا نہیں اللہ کو کیا پہچانتے''۔

میرے سنی مسلمان بھائیو! وہ باتیں جو مخالفین نے ملفوظات کی طرف اپنی طرف سے بیان کر کے ان پر الزامات لگائے ہیں اگر بالفرض وہ درست بھی ہوتیں تو یہاں وہی ساری باتیں اس شاہ بھیک کے نام سے علماء دیوبند نے بیان کر دی ہیں ،اور اگر آپ مخالفین کے سب اعتراضات کو پڑھیں اور اس کے بعد اس دیوبندی کتاب ''ملفوظات فقیہ الامت'' کے اس واقعہ کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ

(1)……وہاں ''یا جنید یا جنید'' پڑھنے کو کہا گیا تو یہاں ''یا بھیک یا بھیک'' پڑھنے کو کہا گیا۔

(2)……وہاں بھی جب مرید نے بزرگ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے ''یا جنید'' کہنے کی بجائے ''یا اللہ'' کہا تو ڈوبنے لگا اور یہاں دیوبندی حوالے میں بھی جب اس طالب علم نے ''یا بھیک'' کی بجائے ''یا اللہ'' کہا تو ڈوبنے لگا۔

(3)……وہاں بھی جب مرید ''یا اللہ'' کہنے پر ڈوبنے لگا تو بزرگ نے انہیں ''یا جنید'' ہی پڑھنے کو کہا اور یہاں دیوبندی

حوالے میں بھی اللہ کے نام کی بجائے دوبارہ ''یا بھیک یا بھیک
''ہی پڑھنے کو کہا گیا۔

توجب دونوں واقعے نوعیت کے اعتبار سے ایک ہیں تو اب علماء دیوبند کے وہ تمام کفر و شرک، گستاخی اور اولیاء کو اللہ سے بڑھنے کے فتوئے سب کے سب علماء دیوبند کے مفتی اعظم اور اس کتاب کو شائع کرنے والوں اور اس کتاب کو ماننے والے تمام دیوبندیوں پر عائد ہونے چاہیے۔

علماء دیوبند اس حوالے کا انکار نہیں کر سکتے

ممکن ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ ہمارے دیوبندی مفتی اعظم نے تو محض اس واقعے کو نقل کیا ہے، اس کی تائید و تصدیق نہیں کی لہذا ہم اس کو نہیں مانتے۔ تو عرض ہے کہ آپ کے دیوبندی امام سرفراز خان صفدر خود فرماتے ہیں کہ

''کسی عالم کا کسی کے قول کو نقل کرنا اور اس کا کہیں بھی رد نہ کرنا
بلکہ اس استدلال و احتجاج کرنا حقیقتاً اس کی تصیح ہے، تصیح اور اور
کس چیز کا نام ہے؟'' (سماع الموتی: ۳۶۳)

لہذا اس اصول سے بھی اس واقعے کی ذمہ داری دیوبندی مفتی اعظم پر عائد ہوتی ہے اور دیوبندی حضرات کسی صورت بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خود دیوبندی مفتی اعظم نے اس واقعے کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ

''اس واقعہ سے دونوں قسم کے لوگ استدلال کر لیتے ہیں
دیوبندی بھی بریلوی بھی'' (ملفوظات فقیہ الامت: ص)

تو خود دیوبندی مفتی اعظم نے اقرار کیا کہ اس واقعے سے علماء دیوبند بھی استدلال کرتے ہیں ۔لہذا جب دیوبندی استدلال کرتے ہیں تو انکار کی گنجائش باقی نہ رہی۔

پھر یہی سرفراز صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے'' (تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر :ص29)

لہذا اب علماء دیوبند کسی صورت بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے ۔اور اگر پھر بھی کسی دیوبندی پر تکفیر کا جنون سوار ہو،تو ذرا اپنے دار العلوم دیوبند والوں سے شاہ بھیک صاحب اور ملفوظات فقیہ الامت والوں پر کفر،شرک یا گستاخی کا فتویٰ لیکر شائع کریں لیکن یہ بھی بتائے گا کہ جو شخص شاہ بھیک کا یہ واقعہ لکھنے کے باوجود انہیں ''رحمۃ اللہ علیہ'' کہے ایسے شخص پر بھی کیا حکم شرعی عائد ہوگا؟

دیوبندی علماء ''اللہ اللہ''کی بجائے ''آہ،آہ''

دیوبندیوں کے حکیم اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں کہ

''ایک دن حضرت شاہ حاجی امام الدین رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوئے اور **آہ آہ** کرنے لگے ۔حضرت مفتی الہیٰ بخش صاحب برادت حاجی صاحب کہ نسبت ارادت بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے،عیادت کو آئے اور کہا،آہ آہ کیوں کرتے ہو **اللہ اللہ** کرو۔انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور **آہ** میں مشغول

رہے۔ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی دور میں

مبتلا ہوئے اور **اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکالا ۔**

حضرت شاہ صاحب نے تشریف لاکر فرمایا کہ

جب تک آہ نہ کروگے صحت نہ ہوگی۔

چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا، کسی طرح تخفیف نہ ہوئی۔

بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا

اور صحت حاصل ہوگئی یہ مقامِ عبودیت تھا اور تذلل وعبدیت محبوب کو محبوب ہے اور اسی میں رضا وتسلیم بھی مقصود ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے''

(امداد المشتاق صفحہ ۵۰ واقعہ ۴۳)

اس پر علماء دیوبند کے طرز و انداز کی طرح اعتراضات کی بوچھاڑ کی جاسکتی ہے مگر مقام عبودیت اور تذلل وعبدیت کی جو تاویل اس واقعہ میں کر لی گئی ،اگر سیدی عارف باللہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ،عبد الوھاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اور سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ میں بھی تسلیم کر لی جاتی اور کہا جاتا کہ مقام اُلوہیت سے پہلے مقامِ محبودیت کو سمجھنا ضروری ہے تو ان بزرگوں کی ذات پر کچھ اعتراض باقی نہ رہتا۔مگر جن کا کام ہی قرآنی آیات ،احادیث مبارکہ اور عباراتِ اولیاء کرام میں جوڑ توڑ کرنا ہو اور طرہ یہ کہ مہارت بھی پیدائشی طور پر حاصل ہو تو وہ کوئی دوسرا کام کیسے کریں؟ مخالفین کی ساری تاویلیں تو فقط اپنے گھر کے خالص وہابی بزرگوں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

مخالفین اب بتائیں کہ ''**آہ**'' کو ''**اللہ**'' پر فضیلت حاصل ہوئی یا نہیں؟ اللہ اللہ کرنے سے دیوبندی مولوی کو صحت حاصل نہیں ہو رہی لیکن دیوبندیوں بزرگ کے بتائے ہوئے وظیفے ''آہ''''آہ'' کہنے سے صحت حاصل ہو جاتی ہے تو دیوبندیوں کے نزدیک تو اللہ عزوجل کو کمتر نہیں بتایا جا رہا؟ ذرا دیوبندی مصنف دھاکہ و مصنف مطالعہ بریلویت کے اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔

اب مخالفین یہاں بھی کہیں کہ ہمارے علماء دیوبند نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اپنے دیوبندی [نام نہاد] اولیاء کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت کرتے ہیں اور اپنے دیوبندی مولویوں کو **اللہ تعالیٰ پر فضیلت دیتے ہیں**''۔

﴿اعلیحضرت نے شیطانی وسوسہ کس کو کہاں؟﴾

اعتراض : اعلیٰحضرت صاحب نے یااللہ کی پکار کوشیطانی وسوسہ قرار دیا جیسا کہ ملفوظات کی اس عبارت میں ہے کہ ''جب (وہ شخص، مرید) بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو ''یااللہ'' کہیں اور مجھ سے ''یا جنید'' کہلواتے ہیں۔ **میں بھی یااللہ کیوں نہ کہوں**'' (ملفوظات) تو دیکھئے انہوں نے ''یااللہ کی پکار کوشیطانی وسوسہ کہا''۔

﴿......الجواب......﴾

(1)......ہم اپنی اس کتاب کی آغاز میں مخالفین کے اصول کے مطابق یہ بتا چکے کہ ''ملفوظات'' کا نام لیکر سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا ہی غلط ہے کیونکہ یہ کتاب سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تصنیف نہیں یعنی انہوں نے اپنے قلم سے نہیں لکھی بلکہ ان کے ملفوظات کو قلم بند کیا گیا لہذا اس کی ہر ہر بات کی پوری ذمہ داری اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ہرگز عائد نہیں کی جاسکتی اور یہ اصول مخالفین کے علماء کے بیان کردہ ہیں۔ جیسا کہ حوالے ہم پہلے پیش کر چکے۔

(2)......دوسری بات یہ ہے کہ یہ اعتراض بھی مخالفین کی اپنی کم علمی و جہالت کا بدترین نمونہ ہے، اورصرف اورصرف اہل سنت اور امام اہل سنت احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عوام الناس کو بدظن کرنے کیلئے اس کو غلط انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ میرے سنی مسلمان بہن بھائیو!

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ ''یا اللہ کی پکار شیطانی وسوسہ ہے، اور نہ یہ کہا کہ اس (شخص) نے اللہ کو پکارا اور یہ عمل شیطانی ہے'' ہرگز

ہرگز ایسی کوئی بات سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کہی بلکہ یہ کھنچا تانی صرف اورصرف مخالفین کا بہتان ہے'' ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ ۔یہ(من گھڑت) باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں''۔

ہمارا مخالفین کوکھلا چیلنج ہے کہ سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے یہ الفاظ نکال کر دیکھائیں جس میں اللہ عزوجل کی پکار یا اللہ عزوجل کو پکارنے کومعاذ اللہ شیطانی وسوسہ کہا گیا ہے،لیکن ان شاء اللہ عزوجل کوئی شخص ایسے الفاظ ہرگز ہرگز ثابت نہیں کرسکتا

(3)...... باقی رہے یہ الفاظ'' شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا ۔الخ''تو ملفوظات کے ان الفاظ کو نہ سمجھنا خود مخالفین کی اپنی کم علمی ہے،سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب تو یہ ہے کہ شیطان اُس شخص کو ایک ولی اللہ سے بدگمان کرنا چاہتا تھا اور اُس کی حکم عدولی کروانا چاہتا تھا،اور اس شخص (مرید) نے تکبر میں آکر یہ سوچا کہ **''حضرت خودتو** ''یا اللہ'' کہیں اور مجھ سے ''یا جنید'' کہلواتے ہیں،میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں''(ملفوظات حصہ اول)ولی کامل کے مقابلے میں یہ تکبر شیطان لعین نے اس کے دل میں ڈالا ،اور اس شخص نے ایک ولی اللہ کے مقام کو اپنے مقام جیسا سمجھ لیا۔اور کہا کہ جب وہ ''یا اللہ'' کہہ کر پار ہو سکتے ہیں **تو میں کیوں نہیں ہوسکتا**،اور یہ ''میں'' ہی ہے،جس نے شیطان کو تعظیم نبی سے روکا تھا،اور اپنے آپ کو مقربین پر قیاس کرنا اور خود کو مقام و مرتبے میں ان جیسا یا ان سے افضل سمجھنا،ان سے بدظن ہونا،ان کی مخالفت کرنا شیطانی وسوسے ہیں۔لہذا مرید کے دل میں جو ایسی متکبرانہ سوچ شیطان نے ڈالی ،اس کو شیطانی وسوسہ کہا گیا ہے،

بات کہاں کی تھی اور مخالفین و معترضین نے کہاں جا ٹانکا جوڑا۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ!

﴿اعلیحضرت کے مطابق یااللہ کی پکار سے دریا بھی مثل زمین﴾

(4)......چوتھی بات یہ ہے کہ اس واقعہ ہی سے ثابت ہو رہا ہے کہ سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ''یا اللہ عزوجل'' کی پکار کو شیطانی وسوسہ نہیں کہا کیونکہ مذکورہ واقعہ میں صاف موجود ہے کہ (حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ) خود ''یا اللہ'' کا نام لیتے ہوئے دریا پر چلنے لگے۔

''یا اللہ'' کہتے ہوئے اس (دریا) پر زمین کی مثل چلنے لگے''

(ملفوظات حصہ اول صفحہ 97)

لہذا ''یا اللہ عزوجل'' کے ذکر سے دریا پر زمین کی مثل چلنے کو تو خود اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ کے حق میں تسلیم کر رہے ہیں، اور ان الفاظ میں اللہ عزوجل ہی کی فضلیت تسلیم کی گئی۔ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے بالکل واضح ہے کہ جب کوئی کامل بزرگ ''یا اللہ'' پکارے تو دریا پر مثل زمین چل سکتا ہے، لیکن جب کوئی اولیاء اللہ کے مقابلے میں تکبر کرتے ہوئے اللہ اللہ بھی کہے تو اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر معاذ اللہ عزوجل! اعلیحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یا اللہ کی پکار شیطانی وسوسہ ہوتی تو وہ ''یا اللہ'' کی پکار کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بھی تسلیم نہ کرتے۔ لہذا جو اعتراض مخالفین کرتے ہیں اس کا جواب اسی عبارت میں موجود تھا لیکن چونکہ مخالفین کو سینوں سے بغض و عناد ہے اسلئے کھنچا تانی سے کام لیکر عوام الناس کو اہل سنت والجماعت سے بدگمان کرنے کی

کوشش کرتے ہیں۔

﴿اعلیحضرت نے شیطانی وسوسہ کس کو کہاں؟﴾

اعتــــراض : ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ دیکھو ان کے نزدیک ''اللہ'' کے نام میں کوئی تاثر نہیں ،اس کی کچھ اہمیت نہیں لیکن ولی کے نام میں تاثر و اہمیت بھی ہے کہ اللہ کے نام سے ڈوب جاتا ہے اور ولی کے نام سے نہیں ڈوبتا ۔یہ تو کھلا شرک ہے۔

﴿......الجواب......﴾

یہ اعتراض بھی ناسمجھی اور کم علمی پر مبنی ہے اولاً تو ہم پہلے عرض کر چکے کہ حضرت جنید اللہ عزوجل کا نام پکار کر دریا پر چلنے لگے تو اس سے مخالفین کا اعتراض ہی مردود ٹھہرا کیونکہ اللہ عزوجل کے نام کی تاثیر اور مقام و اہمیت واضح طور پر اس واقعے میں تسلیم کی گئی اور یہ تمام سنی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

باقی اس شخص کا ''یااللہ'' کی پکار کے باوجود ڈوب جانے سے ''اللہ عزوجل'' کی مدد یا اللہ عزوجل کے نام کی تاثیر پر کسی قسم کا اعتراض عائد نہیں ہوتا کیونکہ قابلِ اعتراض تو اس پکارنے والے شخص کی خود اپنی ذات ہے کہ خود وہ شخص ہی اس قابل نہیں کہ اس کی پکار بارگاہ خداوندی میں قبول ومقبول ہو۔اور جو شخص اولیاء کی نا فرمانی کرے،ان کی بے ادبی کرے اور ان کے مقابلے پر تکبر کرے تو پھر وہ یااللہ یااللہ بھی کہتا رہے،اسے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا یہی بات ملفوظات کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔اور اہل معرفت اور جن کو معرفت حاصل نہیں ان کی زبان میں تاثیر کا فرق بھی واضح ہے۔

❁......پھر جو بات ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے وہی بات دیوبندیوں کی کتاب ''تذکرہ صوفیائے میوات'' میں بھی موجود ہے کہ

''مُرید نے پیر و مرشد کو اللہ کے نام کا ورد کرتے سنا تو وہ بھی **<u>بجائے نصر اللہ کے ''اللہ اللہ'' کہنے لگا، مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا</u>**''، ملخصا

❁......یہی بات دیوبندی ملفوظات فقیہ الامت میں موجود ہے کہ

کہ جب اس طالب علم نے یا بھیک یا بھیک کی بجائے یا اللہ یا اللہ کہنا شروع کیا تو اس کے پیر لڑکھڑانے لگے۔ ملخصاً

❁......اور دیوبندیوں کی کتاب امداد المشتاق کا حوالہ بھی پہلے عرض کیا گیا کہ

اللہ اللہ کہنے سے صحت نہ ملی بلکہ بزرگ کے کہنے پر جب اللہ اللہ کہنے کو چھوڑ کر ''آہ، آہ'' کہا تو صحت حاصل ہوگی ملخصا

❁......اسی طرح علماء دیوبند کے عارف باللہ، بڑے عالم بزرگ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ واقعے ''یا حنفی والے'' کے آخر میں بھی یہ ہے جیسا کہ پہلے مکمل حوالے پیش کیے جا چکے۔

تو اب اگر علماء دیوبند کو اعتراض ہے تو جرات و ہمت کریں اور ان سب پر فتوئے لگائیں، ان سب کو چھوڑ کر صرف سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر فتوے لگانا کیا یہ انصاف ہے؟

پھر ان سب کتابوں میں اہل معرفت (بزرگوں) اور جن کو معرفت حاصل نہیں ان کے مقام کا فرق بھی بتایا گیا ہے جیسا کہ ان کتب میں ہے کہ

''تجھے اللہ کی معرفت نہیں ہے حتیٰ کہ اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے، ٹھہر! تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں''

(کشف النور عن اصحاب القبور ص۲۰)

بلکہ خود اس مقام پر علماء دیوبند نے اپنے ہی دیوبندیوں کے اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے یہ فیصلہ سنایا کہ

''یہ مقامِ عبودیت تھا اور تذلل وعبدیت محبوب کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی مقصود ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے''

(امداد المشتاق صفحہ ۵۰ واقعہ ۴۳)

یہی بیان ملفوظات میں بھی ہے لیکن مخالفین حضرات خواہ مخواہ ہم سنیوں پر ہی اعتراض کرتے ہیں، اس کی وجہ ان کا سنیوں سے بغض وعناد ہے۔

﴾ولی کامل کا مقام اور اولیاء کی مخالفت پر سزا﴿

پھر ملفوظات کے اس واقعہ کو انصاف کا دامن تھام کر دیکھا جائے تو اس سے اولیاء اللہ کا مقام ومرتبہ ظاہر ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کے مقابلے میں تکبر میں آکر ان کی مخالفت کرنے والوں کے شیطانی تکبر خاک میں مل جاتا ہے لہذا اولیاء اللہ کی مخالفت کرنا نہایت ہی خطرناک معاملہ ہے ۔جیسا کہ مخالفین کے امام اسمٰعیل دہلوی صاحب نے بھی اولیاء اللہ کے دشمنوں اور بداندیشوں کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ

''اور منجملہ لوازم اس مقام کے ایک یہ ہے کہ اس صاحب حال (یعنی اولیاء اللہ) کے **دشمن و بداندیش پر وبال اور مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے** چنانچہ حدیث قدسی ''ان عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب ''(یعنی جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اسے لڑائی کیلئے میدان کارزار میں للکارتا ہوں) اسی مضمون کا فائدہ دیتی ہے'' (صراط مستقیم باب اول، فصل اول، چوتھی ہدایت دوسرا افادہ صفحہ 33.34)

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے بداندیشوں پر وبال اور مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہے جیسا کہ اس شخص پر یہ مصیبت ٹوٹ پڑی کہ ایک ولی کامل کے مقابلے میں تکبر میں مبتلا ہو کر ان کی نافرمانی کی تو اللہ عزوجل کو پکارنے کے باوجود ڈوبنے لگا۔ اللہ عزوجل کے برگزیدہ ہستیوں سے مخالفت کر کے، ان کا دامن چھوڑ کر، اللہ عزوجل تک رسائی نہ ممکن ہے۔

بلعم بن باعور کتنا بڑا عابد و زاہد اور مستجاب الدعوات تھا، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور ان کی اہانت کا مرتکب ہوا تو ''ولکنہ اخلد الی الاض '' کا مصداق بن گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں گر گیا، شیطان کو پہلے کیا مقام حاصل تھا لیکن جب وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا منکر ہوا تو راندہ درگاہ ہو گیا۔

آج بھی انبیاء کرام و اولیاء اللہ عزوجل سے بدگمان اور ان کا مقابلہ کرنے والے

متکبرین لوگوں کو آزما کر دیکھ لیجیے وہ لاکھ بار یا اللہ یا اللہ کہتے دریا پر قدم رکھیں، کبھی حضراتِ اولیاے کی مثل دریا پر نہیں چل سکتے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عزوجل ''**اسم الٰہی**'' میں اثر نہیں بلکہ وجہ ان لوگوں کی اپنی بدعملی و بدبختی ہے۔ لہذا متقی و پرہیزگار لوگوں کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

''اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللہِ لَا بَرَّہٗ''

(یعنی) بے شک خدا کے بعض ایسے بندے ہیں جو اگر اسے قسم دلائیں تو وہ (اللہ) اسے پوری کر دیتا ہے''۔ (کتاب الوسیلہ صفحہ ۱۲۱ ابن تیمیہ، سنن ترمذی، مسند ابو یعلی، مسند احمد، المستدرک، جامع صغیر، کنز العمال)

۞......اور امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صاحب کہتے ہیں کہ

''اور اس مقام کے لوازم میں سے ہے عجیب عجیب خوارق کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا ظاہر ہونا **اور دعاؤں کا مستجاب اور قبول ہونا اور آفتوں اور بلاؤں کا دور کر دینا** اور اس معنیٰ کی تصریح اس حدیث قدسی میں موجود ہے ''**لئن سالنی لا عطینه ولئن استعاذنی لاعبدنه**'' یعنی اگر وہ بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو ضرور اس کو پناہ دوں گا۔ (صراط مستقیم باب اول، فصل اول، چوتھی ہدایت دوسرا افادہ صفحہ 33.34)

لہذا متقی و پرہیز گار لوگوں ،اولیاء اللہ کا ادب و احترام کرنے والوں کا معاملہ جدا ہے اور ان کے برعکس اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کے مقابلے کرنے والے متکبرین لوگوں کا معاملہ جدا ہے۔

﴿ دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ﴾

……مدائن کی فتح کے موقع پر لشکر اسلام نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے ،حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، آپ کے پیچھے باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔اور گھوڑے دریا پر مثل زمین کے چلنے لگے اور دریا پار کر گے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

وہ کامل ہستیاں تھیں، یہ بزرگوں کی کرامات ہیں جن کا انکار یقیناً مخالفین بھی نہیں کر سکتے ،اور اس بات کا بھی مخالفین انکار نہیں کر سکتے کہ ایسی عظیم ہستیوں کی مخالفت یا ان کے مقابلے میں تکبر کرنے والے لوگ دنیا و آخرت میں کسی دریا کے اوپر تو کیا یہ سیدھے چل بھی نہیں سکتے ، بلکہ ایسے بد بخت حضرات اگر دریا پر چلنے کی کوشش کریں تو گنگا جمنا ہی سے ان کی لاشیں جا کر نکلیں گیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ عزوجل کے ''اسم الٰہی'' میں اثر نہیں[معاذ اللہ] بلکہ وجہ ان لوگوں کی اپنی بد عملی و بدبختی ہے۔لہذا مقربین الٰہی اور ان سے بغض وعناد کرنے والے لوگوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

مقربین الٰہی کی نسبت وتعلق سے فیوض وبرکات

یہاں ایک بات یہ بھی سوچنے کی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین تو گھوڑوں پر سوار تھے، **آخر گھوڑے کیوں نہیں ڈوبے؟** اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ان گھوڑوں کو نسبت پیارے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین سے تھی، اس لئے گھوڑے بھی نہیں ڈوبے، لہٰذا معلوم ہوا کہ جب مقرب بندوں سے نسبت وتعلق ہوجاتا ہے تو ان پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے۔ انسان تو انسان اگر ایک کتا بھی اولیاء کے دربا میں رہے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک (پارہ15 الکہف18) میں اَصحابِ کہف کے کتے کا ذکر موجو ہے۔

"وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ"

اوران کا کُتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔

۞......تفسیر القرطبی جلد5 ص269 میں ہے کہ

"اہل خیر سے محبت کرنے والا ضرور اُس کی برکتیں حاصل کرتا ہے، ایک کتے نے نیک بندوں سے محبت کی اور ان کی محبت اختیار کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کا ذکر اپنی پاکیزہ کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا" (قرطبی)۔

۞......علماء دیوبند کی مترجم "تفسیر کمالین" میں ہے کہ

"قرطبی میں ابن عطیہؒ اوران کے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابو الفضلؒ جوہری جامع مصر کے منبر پر وعظ کہتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب ایک کتے کو اہل اللہ کی محبت اور صحبت کا یہ

صلہ اور مرتبہ مل رہا ہے تو اہل اللہ سے محبت رکھنے والے انسان اور جنات کس طرح محروم رہ سکتے ہیں ۔اس لیے ناقصین کے لئے اس میں بڑی تسلی موجود ہے''

(تفسیر کمالین ترجمہ وشرح تفسیر جلالین ،جلد چہارم : کہف :صفحہ ۲۳)

......خود علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی کی کتاب میں ایک بزرگ کے پاس آنے جانے والے ایک کتے کا واقعہ بیان کیا جس کے آخر میں ہے

''دیکھئے جن کے فیوض جانورں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے ۔چاہے تھوڑی ہی ہو اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالی نے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا جب حق تعالی کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی **تو ہم پر کیوں نہ ہوگی**۔حسن العزیز ملفوظ نمبر ۲۵۷ (امداد مشتاق الی اشرف الاخلاق ص-165)

......اسی طرح دیوبندیوں کی اسی کتاب میں ایک اور واقعہ لکھا ہوا ہے کہ

''میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس

کے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کا شیخ بن گیا بزرگوں کا عجیب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے۔(امدادالمشتاق ص 164)

بحرحال ثابت ہوا کہ مقربین الہی سے نسبت و تعلق رکھنے والوں پر بھی فیوض و برکات ہوتی ہیں۔صحیح حدیث میں ایک شخص کا واقعہ موجود ہے کہ

ایک شخص 100 قتل کرنے کے بعد توبہ کی غرض سے ایک نیک وصالح شخص کی طرف نکلا،لیکن آدھے راستے میں پہنچا تو اس کو موت نے آ لیا ،فرشتوں میں اختلاف ہوا کہ کہاں لیکر جائیں،آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آیا اور انہوں نے اس کو مقرر کیا اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے۔اس نے کہا دونوں ملکوں (بُرا ملک بھی اور اولیاء اللہ والا اچھا ملک بھی) کو ناپو اور جس ملک کے قریب (اس کا جسم) ہو وہ وہیں کا ہے۔ (فرشتوں نے) ناپا تو اس ملک کے قریب تھا جہاں کا ارادہ رکھتا تھا(یعنی اولیاء اللہ کے ملک کی طرف تھا) آخر رحمت کے فرشتے اس کو (جنت کی طرف) لے گے۔مفہوم۔

(صحیح مسلم شریف حدیث، کتاب التوبہ، باب قبول توبہ القاتل)

تو بزرگوں کی نسبت و تعلق سے فیوض و برکات ملنے کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

﴿بزرگوں کے ناموں کے توسل سے مصائب ومشکلات دور ہونا﴾

اعتراض : یہاں ایک اعتراض یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ اس شخص نے ''یا جنید'' (یا حنفی)'' کہا تو وہ مثل زمین دریا میں چلنے لگا، تو بزرگوں کے ناموں سے اس طرح کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ ایسا نظریہ من گھڑت، محض خرافات پر مبنی ہے۔

﴿......الجواب......﴾

☆ اولاً تو الزاماً عرض ہے کہ علماء اہلحدیث وعلماء دیوبند کے متفقہ بزرگ حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''یا حنفی'' والا واقعہ لکھا ہے اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علماء دیوبند کے نزدیک معتبر بزرگ ہیں انہوں نے بھی یہی حوالہ لکھا ہے تو ہم سنیوں پر اعتراض کرنے یا ہم سے جواب مانگنے کی بجائے مخالفین حضرات خود ہی اپنے اعتراضات کی زد میں آتے ہیں۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ علماء دیوبند کے تین حوالے ہم درج کر چکے ہیں کہ انہوں نے شاہ نصر اللہ، دوسرے حوالے میں شاہ بھیک کے نام کا ورد کیا تو دریا پر چلنے لگے بلکہ اشرفعلی تھانوی کے حوالے میں تو صرف ''آہ آہ'' کرنے ہی سے تکلیف دور ہو گی تو جناب علماء دیوبند جب یہ ساری باتیں آپ کے اپنے دیوبندی مسلک میں موجود ہیں تو آپ کس منہ سے ہم سنیوں پر اعتراضات کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح آپ ہم سے دلیل مانگ سکتے ہیں؟ بلکہ آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے ان دیوبندی علماء کی عبارات پر اپنے ہی مطالبات کے مطابق دلائل پیش کریں نہ کہ ہم سنیوں سے مانگیں۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ مقربین الٰہی سے اس قسم کی استمداد و توسل قرآن و

حدیث بلکہ خود علماء دیوبند واہلحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ **یـا عبـاد اللـہ اعیـنـونی** والی حدیث کے تحت خود علماء وہابیہ نے بھی اس کو تسلیم کیا، جس پر آگے گفتگو موجود ہے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ ایسی باتوں کو نا سمجھنا اوران پر تنقید کرنا خود مخالفین کی خرافات ہیں اور ایسی باتوں پر گمراہی، جہالت، کفر وشرک کے فتوے لگانا کم علمی کا نتیجہ ہے اور ان کے ایسے تمام فتوے من گھڑت ہیں۔ لیجیے اس اعتراض کا تفصیلی جواب ملاحظہ کیجیے۔

......دیوبندی مکتبہ فکر کے امام کا فتویٰ......

......علماء دیو بند کے رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا کہ ابن سنی نے کتاب عمل الیوم والیلۃ میں ......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اوراس میں جنگل کا خوف ہوتو یوں کہو ''**اعوذ بدانیال علیہ السلام**'' میں پناہ مانگتا ہوں دانیال علیہ السلام کی اور کنویں کی شیر کی برائی سے ......یہ عمل پڑھنا جائز ہے۔الخ۔

(تو گنگوہی صاحب نے جواب دیا)

''اگر روایت حیوۃ الحیوان کی صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ **اس لفظ میں اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے** چنانچہ عبارت دوسری حیوۃ الحیون کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ **اس طرح کے کلام میں تاثر رکھ دی ہے**......'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۷۵،۱۷۶)

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل انبیاء کرام و اولیاء عظام کے ناموں میں بھی ان کی نسبت کی وجہ سے ایسا اثر پیدا فرما دیتا ہے کہ مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ یا جنید یا جنید کی پکار میں اللہ عزوجل نے وہ اثر پیدا فرما دیا کہ پکارنے والا وہ شخص دریا پر مثل زمین چلنے گا۔قدرت وطاقت تو اللہ عزوجل ہی کی ہے لیکن سبب اللہ عزوجل نے اپنے مقرب بندوں کو بنایا۔

دیوبندی مکتب فکر کے لئے تو رشید احمد گنگوہی کا حوالہ ہی کافی ہے اور ان شاء اللہ عزوجل کسی صورت وہ اس کا انکار نہیں کر سکتے ،لیکن ممکن ہے کہ کوئی معترض اس کو قبول نہ کرے اس لئے ہم اس پر مزید دلائل پیش کر دیتے ہیں۔

﴿اصحاب کھف کے اسماء میں خاصیت﴾

قرآن پاک کی آیت مبارکہ

"سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ"

اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کُتا (پارہ 15 الکہف آیت 22) کے تحت قرآن پاک کی تفسیر صاوی علی الجلالین جلد 3 صفحہ 9،اور تفسیر روح المعانی جلد 15 ص 227 میں ہے کہ اصحاب کہف کے اسماء کے وسیلے کی یہ خاصیت ہے کہ انسان آگ ،غریق یعنی حرق ،غرق ،سرق ، جنات ،نظر بد، بے برکتی ،مرگی، دیوانگی وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

﴿اسماء اصحاب کھف اور تفسیر روح المعانی﴾

۞......مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''انا اعد ھذا من خواص اسمائھم فانه صحیح مجرب''، یعنی کہ میں اس کو ان کے اسماء کے خاصوں میں سے شمار کرتا ہوں اور یہ بات صحیح ہے اور تجربہ شدہ ہے''

(تفسیر روح المعانی جلد 15 صفحہ 227)

......اسماء اصحاب کہف اور تفسیر طبری ومواہب لدنیہ......

......اسی طرح تفسیر طبری پھر شرح مواہب لدنیہ للعلامہ الزرقانی میں ہے کہ

''اذا کتب اسماء اھل الکھف فی شئی و القی فی النار اطفئت'' جب اصحابِ کہف کے نام لکھ کر آگ میں ڈال دیئے جائیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔ شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ المقصد الثامن ۷/ ۱۰۸

(بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۱۳۲)

......اسماء اصحاب کہف اور تفسیر نیشا پوری......

......اسی طرح تفسیر نیشا پوری علامہ حسن بن محمد بن حسین نظام الدین میں ہے کہ

''عن ابن عباس ان اسماء اصحاب الکھف یصلح للطلب و الھرب و اطفاء الحریق تکتب فی خرقة و یرمی بھا فی وسط النار،ولبکاء الطفل تکتب و توضع تحت راسه فی المھدو للحرث تکتب علی القر طاس و ترفع علی خشب منصوب فی وسط

الزرعو للضريان وللحمى المثلثة و الصداع والغنى والجاه والدخول على السلاطين تشدد على الفخذ ا اليمنى و العسر الولادة تشد على فخذها الايسر ،ولحفظ المال والركوب فى البحر و النجاة من القتل"

"یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ کہف کے نام **تحصیلِ نفع و دفع ضرر اور آگ بجھانے کے واسطے** ایک پرچہ میں لکھ کر آگ میں ڈال دیں، اور بچہ روتا ہو تو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں، اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اُس پر باندھ دیں، اور رگیں تپکنے اور باری والے بخار اور دردِ سر اور حصول تونگری و وجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کے لئے دہنی ران پر باندھیں اور دشواری ولادت کے لئے عورت کی بائیں ران پر، نیز حفاظت مال اور دریا کی سواری اور قتل سے نجات کے لئے ۔(تفسیر غرائب القرآن، ذکر اسماء اہل الہکف ۱۵/۱۱۰ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۹ ص ۱۳۳)

﴿......اسماء اصحاب کہف اور دیوبند تفسیر کمالین......﴾

۞...... دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا محمد نعیم دیوبندی، استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند نے تفسیر جلالین کی اردو شرح "تفسیر کمالین"، لکھی اس تفسیر میں بھی ہے کہ

''اور نیشاپوریؒ، ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب کہف کے نام لکھ کر تعویذ کے طریقہ پر استعمال کئے جائیں تو طلب اور فرار کے لئے مفید ہیں اور آگ بجھانے کے لئے کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور رونے والے بچے کے تکیہ کے نیچے لکھ کر رکھ دیئے جائیں اور کھیتی باڑی میں برکت کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر کھیت کے بیچ میں ایک لکڑی پر ٹانگ دیا جائے اور تیسرے روز کے بخار کے لئے یا دردسر کے لئے، اسی طرح خوشحالی یا عزت یا بادشاہ کے سامنے جانے کے لئے داہنی ران پر اور ولادت کی سہولت کے لئے بائیں ران پر باندھنا چاہیے، مال کی حفاظت یا دریائی سفر میں سلامتی اور قتل سے بچاؤ کے لئے بھی تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے'' (کمالین ترجمہ وشرح تفسیر جلالین، جلد چہارم، پارہ 15 سورۃ کہف آیت ۱۳ تا ۲۶ صفحہ 23)

﴿......اسماء اصحاب کہف اور حضرت شاہ ولی اللہ......﴾

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی و اہلحدیث مکتب فکر کے نزدیک بھی ایک بلند مقام رکھتے ہیں، ان کو معتبر و مستند بزرگ تسلیم کرتے ہیں اور اس بات کا انکار ان دونوں مکتبہ فکر کا کوئی تھوڑا سا علم رکھنے والا شخص نہیں کر سکتا ۔یہی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''وسمعته یقول اسماء اصحب الکهف امان من الغرق و االحرق و النهب و سرق ''اور سنا میں نے

[اپنے]حضرت والدؒ سے،فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام
امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے۔الہی
سے آخرتک (ان کے نام لیکریوں) دعا کرے۔الھــــــی
بحرمة یمیلخا مکسلمینا کشفوطط آذر فطیونس
کشا فطیونس تبیونس بوانس بوس و کلبھم
قطمیر وعلی الله قصد السبیل و منها جائر''

(شفاءالعلیل ترجمہ القول الجمیل صفحہ ۱۵۵۔کتب رحمانیہ لاہور)

الحمدللہ عزوجل!ان تمام حوالہ جات سے بالکل واضح ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگوں کے ناموں میں بھی ایسی تاثر پیدا فرما دیتا ہے،جس سے باذن الہیٰ مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔جب اصحاب کہف کے ناموں کے توسل سے آگ بجھ سکتی ہے،ڈوبنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں،قتل ہونے سے بچ سکتے ہیں تو پھر نبی آخرالزماں امام الانبیاءﷺ کی امت،جوسب سے افضل امت ہے،اس امت محمدی کے ایک ولی کامل کے نام مبارک کے توسل سے بھی باذن الہیٰ عزوجل مشکلات دور ہوسکتی ہے۔اب مخالفین ومعترضین حضرات کو چاہیے کہ یاتو ان اب مذکورہ بالا علماء،محدثین ومفسرین اوراپنے بزرگوں کو جاہل،گمراہ اورمشرک قرار دیں یا پھر یہ مانیں کہ اولیاءاللہ عزوجل کے ناموں کے توسل سے بھی باذن الہی مشکل کشائی ہوتی ہے۔

﴿اولیاء اللہ بحکم قرآن و حدیث مدد گار ھیں﴾

''یا جنید''/''یا حنفی'' کہنے پر مخالفین کے تمام اعتراضات کی اصل وجہ یہ ہے کہ مخالفین کے مذہب میں اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کفر وشرک ہے۔حالانکہ اس کو کفر و شرک کہنا قرآن وحدیث بلکہ خود ان کے اپنے اکابرین کے بھی خلاف ہے کیونکہ قرآن و احادیث اور اکابرینِ مخالفین کی کتب سے اولیاء کرام سے استمداد و استعانت کا ثبوت موجود ہے۔

☆اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے

''اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُوْلُه وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا''

بیشک اللہ تعالیٰ، رسول اور اولیاء تمھارے مدد گار ہیں (پارہ6 المائدہ ۵۵)

یہ آیت مطلق ہے اور قرآن کی مطلق آیت کو خبر واحد سے بھی مقید نہیں کیا جا سکتا تو پھر محض مخالفین کے خیالات فاسدہ (زندہ و وصال شدہ، قریب و بعید، ماتحت و مافوق جیسی قیود) سے کیونکر مقید کیا جا سکتا ہے لہذا یہاں کوئی مخالف اپنے خیالاتِ فاسدہ سے اس کو مقید بھی نہیں کر سکتا۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی کارسازی بالاصالت ہے اور رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کا مددگار ہونا بالنیابت ہے آیت مبارکہ میں ترتیب اس پر شاھد ہے لہذا رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کی مشکل کشائی، کارسازی غیر خدا کی کارسازی نہیں بلکہ اللہ ہی کارسازی و مشکل کشائی ہے۔اس لئے مذکورہ بالا واقعہ میں ولی اللہ حضرت جنید بغدادی/حضرت امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے جو مدد طلب کی گئی وہ در حقیقت

اللہ عزوجل ہی کی مدد ہے جیسا کہ حدیث ''اعینونی یا عباد اللہ ''اس پر واضح دلیل ہے۔(گفتگو آگے آرہی ہے)۔

☆......اہل علم پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ کارساز،حاجت روا،مشکل کشاء،فریاد درس،حامی و ناصر یہ الفاظ بظاہر اگر چہ مختلف ہیں لیکن ان کا مدلولا اور مفہوم ایک ہی لفظ ''ولی ''ان سب کو شامل ہے کیونکہ ولی کا معنی لغوی طور پر دوست اور مددگار ہے ''الولی''یعنی ولی کا معنی محبت رکھنے والا،دوست،مددگار (قاموس جلد۴ص۴۰۴۔موضح القرآن صفحہ۱۳۵سطر۱۷)۔

☆......امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''لم لا یجوز ان یکون المراد من لفظ الولی فی ھذا الایۃ الناصر و المحب ''یعنی آیت کریمہ میں ولی سے مراد ''الناصر اور المحب ہے''۔(تفسیر کبیر جز ۱۲ص ۲۷)اور مزید فرمایا کہ ''لا شک انہ خطاب مع الامۃ' 'یہ خطاب ساری امت کو ہے(تفسیر کبیر جز۱۲ص۲۹)۔

☆......علماء دیوبند کی مشہور تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے مختلف محدثین وعلماء امت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا

''ولی اور مولیٰ یہ دونوں اللہ کے نام میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنیٰ مددگار کے ہیں'(فضائل اعمال باب فضائل درود شریف۷۴۳)۔

☆......مفسر اعظم ترجمان القرآن صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی

اللہ عنہ کی مقبول ترین اور قرآن حکیم کی اولین جامع تفسیر ''تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ'' کا اردو ترجمہ خود علماء دیو بند کے جامعہ اشرفیہ کے فاضل مولانا حافظ محمد سعید احمد عاطف صاحب نے کیا۔اسی تفسیر میں ہے کہ

''حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اسد، اسید اور ثعلبۃ بن قیس وغیرہ کو یہود نے تکالیف پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کیلئے فرماتے ہیں کہ **تمھارا محافظ و مدد گار اور دوست** اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں جو پانچوں نمازوں کو باجماعت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں اور جو ان سے دوستی رکھے تو اللہ تعالیٰ کی جماعت یعنی رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین اپنے دشمنوں پر غلبہ رکھتے ہیں''

(تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

☆......مزید لکھا ہے کہ امام

'' طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اوسط میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نفلی نماز میں رکوع میں تھے ،ایک سائل نے آپ سے کچھ مانگا،آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اسے دے دی ،اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہارے دوست (مددگار) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول] اور ایمان

والے]الخ (تفسیر ابن عباس صفحہ 351)۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل، رسول اللہ ﷺ، اور اولیاء عظام ہمارے مددگار ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے خود مصائب و مشکلات میں اولیاء کرام سے مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے ''یا عباد الله احبسوا'' ''**اعینونی یاعباداللہ**'' اور خود اکابر علماء ومخالفین نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے ''عباد اللہ'' سے مدد طلب کی۔ تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

﴿حدیث سے یا جنید/یا حنفی کہنے کا ثبوت﴾

نبی پاک ﷺ کی مشہور حدیث مبارکہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے یا راہ بھول جائے یا کسی کا جانور بھاگ جائے اور اسے مدد کی ضرورت ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مدد کرنے والا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ یوں کہے۔

''یا عباد الله احبسوا'' ''**اعینونی یاعباداللہ**'' [کما قال علیہ الصلوۃ والسلام]

۞...... نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ

''جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے ''**فلیناد: یا عباد الله احبسوا، یا عباد الله احبسوا، فان لله عزوجل فی الارض حاضرا سیحسبه**''.

تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، عباد اللہ اسے روک دیں گے، رواہ ابن السنی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ۔

([۱]عمل الیوم واللیلة لابن سنی باب مایقول اذا انفلت الدابة. ص ۲۴۰ حدیث ۵۰۸. [۲]مسند

ابی یعلی الموصلیی ص ۱۷۷ حدیث ۵۲۶۹.[۳]محمد بن علی الشوکانی "تحفة الذاکرین" ص ۲۰۲)

۞...... **فلیناد یا عباد الله احبسوا علی ،فان لله فی الارض حاضرا سیحبسه علیکم** .(امام طبرانی .المعجم الکبیر ص ۲۶۷ حدیث ۱۰۵۱۸)

۞...... ایک روایت میں یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور اسے مدد کی ضرورت ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مدد کرنے والا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ یوں کہے

"فلیقل یا عباد الله اعینونی"

تو کہے اے اللہ عزوجل کے بندوں میری مدد کرو.

(مجمع الزوائد" باب ما یقول اذا انفلتت دابته او اراد غوثا اس اضل شیئا"ص ۱۳۲)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کے بندوں سے مدد طلب کرنا بالکل جائز ہے، نبی پاک ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔اب ''یاعباداللہ'' کہہ کر مدد طلب کریں یا پھر کسی ولی کامل کا نام لیکر مدد طلب کریں یعنی ''یاعلی مدد''''یاغوث اعظم مدد''''یاجنید''''یاحنفی'' کہیں،سب اسی کے تحت آئے گا۔

﴿مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ﴾

☆مفتی مکہ مکرمہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ’’الحرز الثمین شرح حصن حصین‘‘ میں فرماتے ہیں کہ

’’**یا عباد اللہ المراد ھیم الملائکۃ او المسلمون من الجن او رجال الغیث السمون بالا بدال** ‘‘یعنی ان عباد سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن یا رجال غیث جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔

مفتی مکہ مکرمہ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ آگے فرمایا کہ

’’**قال بعض العلماء الثقات حدیث حسن یحتاج البد المسافرون وردے عن المشایخ انہ مجرب**‘‘ یعنی بعض علماء کرام نے اس حدیث کو حدیث حسن کہا اور اس کی طرف مسافروں کو محتاجی ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔

(الحرز الثمین للحصن الحصین)

مفتی مکہ مکرمہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ’’حسن‘‘ کہا اور ایسی ندا کو شرک نہیں کہا بلکہ اس کو عمل مجرب قرار دیا۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے مفتی و امام بھی رہے ہیں تو اب مخالفین حضرات مکہ مکرمہ کے مفتی و امام کو کافر و مشرک کہیں تو ان کی مرضی!

……حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتوی لگاؤ……

☆ حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ رجال غیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''رواسم القطب الغوث والفرد الجانع جعله الله دائرا فی الافاق الاربعة ارکان الدنیا کدوران الفلک فی افق السما و قد سنز الله الخ ۔رجال غیب کا رئیس اور سردار قطب ،غوث،فرد اور جامع کہلاتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے چاروں آفاق اور ارکانِ دنیا میں اس طرح دائر اور مدبر ومتصرف بنیا ہے جیسے کہ فلک سماوی اور بالائی افق میں گردش اور تاثیر ہے……الخ (فتاوٰی حدیثیہ ۲۰۹)۔

لہذا عباد اللہ سے اولیاء اللہ عزوجل بھی مراد ہیں۔اور قرآن کی نص سے ثابت ہے کہ اولیاء اللہ عزوجل ہمارے ''ولی'' ہیں۔لہذا ان سے استمداد واستعانت کرنا عین قرآن وحدیث کی تعلیم ہے۔

……مخالفین بتائیں ''امام الجزری'' پرفتوی کیوں نہیں؟……

امام محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حصن الحصین میں اسی حدیث ''یا عباد اللہ اعینو نی'' کے تحت فرماتے ہیں کہ

''**اس کا تجربہ کیا گیا ہے** جب کبھی حیرانی کے موقع پر کسی نے اس طرح کی آواز لگائی [اے اللہ کے بندوں میری مدد کر] تو اللہ تعالٰی کا کوئی بندہ ضرور ظاہر ہو گیا''

(حصن حصین صفحہ ۲۴۲ ترجمہ عاشق الہی دیوبندی)

تو امام الجزری رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق مشکل و حاجت کے وقت اللہ عزوجل کے ان غائب بندوں کو مدد کے لئے پکارنا بالکل جائز ہے اور ایسا عمل اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ لہذا اب یہاں بھی نام نہاد توحید کے ٹھیکداروں کو چاہیے کہ کفر وشرک کے فتوے لگائیں اور امام الجزری رحمتہ اللہ علیہ کو کافر ومشرک قرار دیں۔ جب مخالفین کے نزدیک یا جنید/ یا حنفی [مدد کیلئے] قریب ونزدیک سے پکارنا شرک ٹھہرا تو پھر غائب، آنکھوں سے اوجھل بندوں کو مدد کیلئے پکارنا کیوں کر شرک نہیں؟ وجہ فرق بیان کرنا مخالفین کی ذمہ ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ مقربین الٰہی سے مدد طلب کرنا نہ صرف قرآن وحدیث سے ثابت ہے بلکہ بڑے بڑے جید علماء محدثین کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

﴿......اکابرین علماء دیوبند اور یا جنید کہنا...... ﴾

☆ اور امام محمد بن الجزری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''حصن حصین'' کے اردو ترجمے وتشریح میں دیوبندی محمد عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہے کہ

''جب جانور بھاگ جائے تو یوں آواز دے ''اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ تم پر رحم کرے (بزاز عن ابن عباس رضی اللہ عنہ) لفظ رحمکم اللہ [حدیث کی کتاب] ابن ابی شیبہ میں زیادہ ہے جو ابن عباس پر موقوع ہیں۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ جب مدد کا ارادہ کرے (خواہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو۔ رضوی) تو یوں پکارے

''یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ

اعینونی"اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔(طبرانی فی الکبیر عن زید بن علی رضی اللہ عنہ)

☆اسی طرح علماء دیوبند کے پیرو مرشد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کلیات امدادیہ" کے صفحہ ۸۴ پر یہی حدیث لکھی ہے۔

﴿...... مخالفین کی ایک تاویل کا ازالہ ......﴾

تاویل : دیوبندی مفتی محمد کفایت اللہ لکھتے ہیں کہ "اس حدیث میں عباد اللہ سے فرشتے یا مسلمان جن مراد ہیں جو انسانوں کی نظروں سے مخفی مگر وہاں قریب ہی موجود ہوتے ہیں (کفایت المفتی ۱۱۲/۲)۔

﴿......ازالہ ......﴾

قریب کی قید دیوبندی مفتی کفایت کی ذاتی ہے حدیث مبارکہ میں قریب کی قید نہیں ہے۔ بالفرض قریب ہی مراد ہو تو کم از کم اتنا تو ثابت ہو گیا کہ قریب موجود آنکھوں سے اوجھل برگزیدہ ہستیوں سے ما فوق الاسباب کاموں میں مدد مانگی جائز ہے کفر وشرک ہرگز نہیں تو جب قریب موجود غائب اولیاء اللہ کو پکارنا جائز ہے تو پھر قریب موجود زندہ و حاضر ولی کامل حضرت جنید بغدادی (امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ) کو مدد کے لیے جو پکارا گیا تھا وہ بدرجہ اولیٰ جائز ثابت ہوا۔ الحمد للہ عزوجل۔

تو پھر اس پر کفر وشرک کے فتوے لگانا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ اور پھر اس پر اعتراض کرنا اور اس کو خلاف شرع کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ لہٰذا اس تاویل کے باوجود ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

باقی یہ کہنا کہ ایک روایت میں ملائکہ کا ذکر ہے لہذا یہاں عباد اللہ سے صرف ملائکہ ہی مراد ہیں تو اس کا جواب علامہ اشرف سیالوی صاحب نے اپنی کتاب ''گلشن توحید ورسالت'' میں دیا کہ قرآن پاک کی آیت ''فالمد برات امرا'' کے تحت متعدد اکابرین کے حوالے سے عرض ہو چکا کہ کاملین اولیاء اللہ بھی اس ملا اعلیٰ [فرشتوں] میں شامل ہوکر کارکنانِ قضاء قدر بن جاتے ہیں لہذا ملائکہ اوران میں استمداد واستعانت کے جواز اور عدم جواز کے لحاظ سے فرق کرنا قطعاً درست نہیں ہے'' (''گلشن توحید ورسالت صفحہ ۴۸۴)

چونکہ یہاں ہمارا موضوع بعد الوصال اولیاء اللہ سے استمداد واستعانت کا نہیں اس لئے گزارش یہ کرتے ہیں کہ اس موضوع کیلئے ''گلشن توحید و رسالت'' کا مطالعہ کیجیے۔

﴿یا جنید/ یا حنفی اور یا عباد اللہ سے مراد تو ایک ہی ہے﴾

عباد اللہ کا مطلب اے اللہ کے بندوں (اے اولیاء اللہ) ہے تو پھر یا علی رضی اللہ عنہ یا جنید رحمۃ اللہ علیہ یا حنفی رحمۃ اللہ علیہ یا غوث رحمۃ اللہ علیہ، یا داتا رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر پکارا جائے یا ان اولیاء اللہ کو ''یا عباد اللہ'' کہہ کر ان سے مدد مانگی جائے اگر چہ ظاہری الفاظ الگ ہیں لیکن معنی و مفہوم اور نظریئے کے اعتبار سے بات تو ایک ہی ہے۔ یہ اتنی مشکل بات نہیں جو سمجھ سے باہر ہو لیکن مخالفین میں اتنی علمی قابلیت ہی کہاں ہے کہ وہ اس چھوٹی سی بات کو سمجھ سکیں۔

﴿ یا جنید اور یا عباد اللہ کہنا شرک نہیں ہو سکتا ﴾

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ) کے واقعہ میں یہ بزرگ زندہ بھی تھے اور اس شخص کے سامنے موجود تھے اور قریب بھی تھے جبکہ حدیث "**یا عباد اللہ**" میں تو اُن بندوں سے مدد مانگنے کا جواز ہے جو نظروں ہی سے اوجھل یعنی غائب ہوتے ہیں۔ لہذا جب نظروں سے اوجھل اللہ کے مقرب بندوں کو مدد کیلئے پکارنا جائز ہے تو پھر جو ولی قریب بھی ہو، سامنے موجود ہو اس کو مدد کیلئے پکارنا کیوں کر شرک ہو سکتا ہے؟

﴿ بتائیں کیا انھوں نے کفر و شرک کی تبلیغ کی ؟ ﴾

عباد اللہ [فرشتوں، جنات اور اولیاء اللہ] سے استمداد استعانت کے ثبوت پر اسی طرح کی روایات الفاظِ مختلفہ کے ساتھ ان کتب میں موجود ہیں۔

(1) امام محدث طبرانی نے "طبرانی کبیر ۱۰/۲۱۷ حدیث نمبر ۱۰۵۱۸۔

(2) بخاری و مسلم کے استاد ابن ابی شیبہ نے المنصف جلد ۱۰ حدیث ۹۷۷۰ ص ۳۹۰۔

(3) محمد بن محمد ابن جزری شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حصن حصین ص ۱۷۵۔

(4) حافظ ابوبکر دینوی نے عمل الیوم والیلہ حدیث نمبر ۵۰۹ صفحہ نمبر ۱۷۰۔

(5) امام بزار نے کشف الاستار عن زوائد البزار ص ۳۴، ۳۴/۴ حدیث ۳۱۲۸۔

(6) حافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ پر، اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا۔

(7) ابویعلی جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۷۷ حدیث ۵۲۶۹۔

(8) البیہقی فی شعب الایمان جلد اول حدیث ۱۶۷۔

(9) علامہ نودی نے کتاب الازکار ص ۲۰۱۔

(10) ملا علی قاری الجزالاالشمین شرح حصن حصین ص ۳۷۹۔

(11) غیر مقلدین اہلحدیث قاضی محمد بن علی شوکانی نے تحفۃ الزکرین ص ۱۸۱۔

(12) علماء دیوبند کے پیرومرشد امداداللہ مہاجر مکی "فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۳۵"

(13) پیشوائے اہلحدیث مولوی وحید الزمان "ہدیۃ المہدی۔

(14) ''شیخ سیلمان بن عبدالوہاب'' نے ''لصواعق الالہیۃ''۔

(15) غیر مقلدین کے ابن القیم نے ''الکلم الطیب'' میں۔

(16) اور ابن مفلح نے ''کتاب الآداب ''۔

ان سب کتب میں عباداللہ سے استمداد کی یہی روایت الفاظِ مختلفہ سے نقل کی گئی ہے۔تو واضح ہو گیا کہ قریب و دور سے یا ایسے مقامات پر بھی جہاں کوئی بھی نہ ہو فرشتے اور نیک جنات اور اولیاء اللہ علیہم الرضوان (باذن اللہ) اللہ عزوجل کے اذن سے ہماری مشکل کشائی فرما سکتے ہیں اور ان کو مدد کیلئے پکارنا قرآن وسنت کی تعلمیات پر عمل کرنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالی کے حکم و قضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت واختیار سے۔

اگر مخالفین کے مذہب میں عباداللہ کو پکارنا یا ان سے استمداد چاہنا کفر وشرک ہے تو مذکورہ بالا شخصیات کے بارے میں کیا حکم ہے کہ انہوں نے کفر وشرک کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی؟ اور ایسی کفریئہ وشرکیہ تعلیم دیکر خود مسلمان رہے یا مشرک

ٹھہرے؟ اور ایسے حضرات کی کتب احادیث اور روایات کو قبول کرنا جائز ہوسکتا ہے؟

اور اگر یہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد و استعانت کی تعلیم دیکر کافر و مشرک نہیں ٹھہرے تو پھر ہم سنیوں پر بھی کسی قسم کا فتویٰ عائد نہیں ہوسکتا۔ الحمد للہ عزوجل۔

اور اگر یہ کفر و شرک ہوتا تو ایسے جلیل القدر محدثین اکرام و علماء دین اور اکابرین مخالفین ایسی روایت نقل ہی نہ فرماتے اور صاف لکھ دیتے کہ یہ تو صاف کفر و شرک ہے ایسی روایت حدیث رسول ﷺ نہیں ہوسکتی لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے کہ محدث کرام اپنے اور فقہاء کرام کے تجربے و عمل سے اس روایت کو مزید تقویت پہنچا رہے ہیں لہذا اس روایت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ کفر و شرک ہے تو یہ لازم آئے گا کہ مذکورہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے نہ صرف اس کفر و شرک پر خود عمل کیا بلکہ اس کی اشاعت کر کے کفر و شرک کی تبلیغ کی اور کفر و شرک کی تبلیغ کرنے والے کیا مسلمان ہو سکتے ہیں؟ پھر جب رجال الغیب سے مدد طلب کرنا جائز ہے تو یا جنید، یا غوث المدد کہنا کس طرح کفر و شرک ہوسکتا ہے؟ [اس حدیث کی سند و صحت کے بارے میں علامہ اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب "گلشن توحید و رسالت جلد ۲ صفحہ ۴۷۶" ملاحظہ کیجئے]۔

﴿......یا جنید پر فتویٰ تو امام نووی پر فتویٰ کیوں نہیں؟......﴾

☆ حضرت علامہ امام محدث یحیی بن شرف نووی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ [ولد سنۃ ۶۳۱ھ] یہی حدیث شریف ''**یا عباد اللہ احبیسوا**'' لکھ کر فرماتے ہیں۔

''**حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة،وکان یعرف هذا الحدیث،فقاله ،فجسها الله علهیم فی الحال .وکنت انا مرة مع جماعة ،فانفلتت منها بهیمة و عجزوا عنها،فقلته،فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هذا الکلام**''

یعنی مجھے ہمارے شیوخ کبائر میں سے بعض نے بتلایا کہ ان کی سواری جو غالباً خچر تھی بھاگ نکلی اور **وہ یہ حدیث جانتے تھے تو** انہوں نے اس طرح کہا [یعنی'' **یا عباد اللہ احسبوا**] تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فوراً ان پر روک دیا۔

اور فرماتے ہیں **ایک مرتبہ میں خود [یعنی امام نووی] ایک جماعت کے ساتھ تھا** تو ان کا ایک جانور بھاگ نکل اور وہ اس کو پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے یہ کلمات کہے

''**فوقفت فی الحال بغیر سبب سویٰ هذا الکلام**''

تو وہ جانور فوری طور پر کھڑا ہو گیا صرف اس کلام کے ساتھ کسی

دوسرے سبب کے بغیر۔

(کتاب الاذکار النوویہ۔امام نو وی صفحہ ۱۹۱،۱۹۲)

لیجیے جناب حضرت امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ غیر اللہ کو ندا کر رہے ہیں، مشکل میں یا اللہ کی بجائے ''یا عباد اللہ'' کہہ کر پکار رہے ہیں، پھر جن کو پکار رہے ہیں وہ بندے بھی آنکھوں سے اوجھل ہیں، غائب ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ قریب ہیں کہ دور؟ اور اگر قریب بھی ہیں تو کتنی مسافت پر ہیں؟ پھر یہ مدد بھی ماتحت الاسباب نہیں بلکہ ما فوق الاسباب ہے۔

لیکن آج دن تک مخالفین ومعترضین حضرات کے کسی جید ومعتبر مفتی نے امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر وشرک کا فتویٰ جاری نہیں کیا، آخر کیوں؟ مخالفین ومعترضین کے فتوے سے تو امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ بھی کافر ومشرک ٹھہرے۔معاذ اللہ عزوجل۔لیکن اس کے باوجود مخالفین حضرات امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و روایات پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔حالانکہ ایک راوی صرف کذاب ثابت ہو جائے تو اس روایت نہیں لی جاتی تو یہاں تو مخالفین کے فتوؤں سے امام نو وی کافر ومشرک ٹھہرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کو مانتے ہیں۔

﴿ یا جنید اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد ﴾

غیر مقلدین اہلحدیث کے نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب نے بھی امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی واقعہ

''حکی لی بعض شیوخنا الکبار ...... بغیر سبب سوی هذا الکلام'' اپنی کتاب ''نزل الابرار صفحہ ۳۴۵'' میں

نقل فرمایا ہے۔

لہذا مخالفین کو چاہیے کہ ذرا ایک عدد کفر وشرک کا جدید فتوی نواب صاحب کیلئے بھی جاری کریں۔

﴿ یا جنید پر فتوی توملا علی قاری پر فتوی دو؟ ﴾

☆ حضرت علامہ امام محدث مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے

"حکی لی بعض شیوخنا الکبار ...... **بغیر سبب** سوی ھذا الکلام" اپنی کتاب "الحرز الثمین للحصن الحصین" میں نقل فرمایا ہے۔اور آگے یہ بھی لکھا کہ "**انہ مجرب**" یہ عمل مجرب ہے۔جیسا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل حوالے ہم پہلے بیان کر چکے۔

﴿ مخالفین و معترضعین کے لئے لمحہ فکریہ ﴾

اب مخالفین ومعترضعین حضرات ان تینوں حوالوں [امام نووی، ملا علی قاری، نواب صدیق حسن] پر غور کریں کہ حضرت جنید (امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) والے واقعہ میں تو یہ قریب بھی تھے اور مرید [وہ شخص] ان کو دیکھ بھی رہا تھا جبکہ شیوخ کبائر اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم جن کو پکار رہے تھے وہ اولیاء اللہ غائب بھی تھے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ قریب تھے کہ نہیں، اور اگر قریب تھے بھی تو کتنی مسافت پر تھے ؟لہذا اصول مخالفین کے مطابق امام نووی، ملا علی قاری اور نواب صاحب کا واقعہ تو اس سے کئی زیادہ شرکیات سے بھرا ہوا ہے۔(معاذ اللہ عزوجل)

لہذا مخالفین و معترضین کو چاہیے کہ امام نو وی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ عائد کریں۔ اور جن جن لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے یعنی امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان بھو پھالی وغیرھما ان سب کے خلاف بھی کوئی اشتہار و پمفلٹ شائع کریں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ مخالفین و معترضیعن کا کوئی معتبر و مستند مفتی و معتبر عالم دین کبھی یہ جرات نہیں کر سکتا کہ امام نو وی و مفتی مکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور نواب صدیق حسن خان اہلحدیث کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنائے اور ان پر کفر و شرک کا فتویٰ عائد کرے لہذا جب ان پر فتوی نہیں تو ہم سنیوں پر فتوے کیوں؟ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہی پر فتویٰ کیوں؟ یہ کون سا انصاف ہے؟

﴿ یا جنید اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد ﴾

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے نواب صدیق حسن خان بھو پھالی صاحب اپنی کتاب ''نزل الابرار'' میں یہی روایت نقل کرتے ہیں کہ ''عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب ویرانے میں تم میں سے کسی کی سواری گم ہو جائے تو اسے یوں پکارنا چاہیے

''یا عباد اللہ احسبوا یا عباد اللہ احسبو فان اللہ عزوجل فی الارض حاضر ابحسبہ الخ'' اے اللہ کے بندوں اسے روکو اے اللہ کے بندوں اسے روکو بے شک اللہ عزوجل کیلئے زمین میں روکنے والے ہیں جو اس کو روکتے ہیں۔............ اور اس روایت کے بعد خود بھو پھالی صاحب

اپنا مشاہدہ و تجربہ لکھتے ہیں کہ میں نے بھی ایک موقع پر گھوڑا گم ہو جانے کے بعد ایسا ہی کیا تو میری حاجت پوری ہوئی ''وقد

کنت فی سفر من قنوج الی بھوپال فانفلت فرس لنا فطلبوہ فلم یقدروا علیہ فقلت ھذا الکلام الخ

'' (نزل الابرار صفحہ ۳۴۵)۔

سبحان اللہ عزوجل حق وہ جو مخالف کی زبان سے جاری ہو۔ خود غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے بہت بڑے عالم دین نے عباد اللہ [اولیاء اللہ] سے استمداد حاصل کی۔ یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ جب مخالفین حضرات کی جان پھنس جاتی ہے تو وہ بھی اولیاء اللہ عزوجل کو مدد کیلئے پکارتے ہیں۔

بحرحال غیر مقلدین اہلحدیث نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب کے واقعے میں تو ایسے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا گیا جو سامنے موجود نہیں تھے بلکہ غائب تھے۔ لہذا اگر یا جنید یا حنفی [مدد کیلئے] کہنا مخالفین کے نزدیک کفر و شرک ہے تو پھر نواب صدیق حسن خان بھوپالی پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگائیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سنیوں پر تو اعتراض کریں لیکن اپنے علماء و اکابرین پر کوئی فتویٰ نہ دیں۔

﴿...... مخالفین کی ایک تاویل کا ازالہ ......﴾

تاویل :نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اس حدیث کو ضعیف کہا لہذا ان پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

﴿......ازالہ......﴾

جناب نے ہمارے استدلال کو سمجھا ہی نہیں ہم یہاں حدیث کو تو پیش ہی نہیں کر رہے بلکہ ہم تو نواب صاحب کے اپنے مشاہدے اور تجربے کو یہاں بطور الزامی جواب پیش کر رہے ہیں کہ انہوں نے عباد اللہ سے استمداد طلب کی۔ رہی بات حدیث کی تو اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو نواب صدیق حسن نے اس حدیث پر خود عمل کر کے اس حدیث کو تقویت پہچائی۔ لہذا ثابت ہوا کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہے تو اسکے باوجود نواب صدیق حسن کے نزدیک اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

باقی نواب صاحب کا معروف بن حسان راوی پر اعتراض کا جواب یہ ہے کہ معروف بن حسان کے بارے میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہیں اور ضعف کا سبب اور وجہ نہیں بتائی گی اسلئے یہ جرح مبہم ہے جو قابل قبول اور معتبر نہیں۔

ثانیاً اگر بالفرض ضعف تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی مخالف کا مدعا پورا نہیں ہوتا کیونکہ ضعیف سے حکم استحباب ثابت ہوتا ہے تو اباحت تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔ جیسا غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی صاحب فرماتے ہیں ”حدیث ضعیف جو موضوع نہ ہو اس سے استحباب اور جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۶۵) اور پھر بھوپھالی صاحب کا اپنا تجربہ گھوڑے کو روکنے والا اسی حدیث پر اعتماد کے پیش نظر تھا۔ لہذا اگر ضعیف بھی ہو تب بھی استحباب و جواز ثابت ہو گیا۔ (باقی اس حدیث کی سند وصحت کے بارے میں علامہ اشرف علی سیالوی صاحب کی کتاب ”گلشن توحید و رسالت جلد ۲ صفحہ ۴۷۶“ ملاحظہ کیجئے)۔

﴿ یا جنید اور علامہ وحید الزمان غیر مقلد وھابی ﴾

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے ایک اور مشہور عالم” علامہ وحید الزمان“ ہیں

۔انہوں نے صحاح ستہ کا اردو ترجمہ لکھا ہے یہی علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے

''**ازا الفلمت دابه احدکم فی الارض فلا ة فلینا دیا یا عباد اللہ اعینونی**''یعنی جب تم میں سے کوئی شخص راہ چلتے بھول جائے تو ندا کرے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(ھدیۃ المھدی۔ص۵۵،۵۶)

☆یہی علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں کہ

''مشکلات میں اعانت اور حاجتیں پوری کرنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اجازت اور حکم و رضا سے ہو انبیاء و اولیاء کو لائق نہیں اور جو ان سے یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے **یہ کلام نا درست ہے**۔کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم و قضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت و اختیار سے''(ھدیۃ المھدی۔صفحہ۵۵،۵۶)

لہذا اگر یا جنید کہنا کفر و شرک ہے تو علامہ وحید الزماں کے بارے میں بھی فتویٰ جاری کیجئے جو اسی عقیدے کی تائید کر رہے ہیں۔

امام احمد بن حنبل و محدث ابن مفلح پر فتویٰ کیوں نہیں؟

الامام الفقۃ المحدث عبداللہ محمد ابن مفلح المقدسی رحمۃ اللہ علیہ[التوفی ۷۶۳ھ] نے اپنی کتاب ''الاداب الشرعیۃ''میں بھی یہی حدیث لکھی''یا عبا اللہ احبسوا''اور اس کے بعد لکھا کہ

''**قال عبد اللہ ابن امامنا احمد: سمعت ابیی**

یقول: حججت خمس حجج،منها اثنتين راكباً، وثلاثاًماشئاً،او ثلاثاً راكبا واثنتين ماشياً،فضللت الطريق فی حجة و كنت ماشياً،فجعلت اقول: يا عبا الله دلونا على طريق،فلم ازل اقول ذلک حتى وقعت على طريق ،او كما قال ابی" یعنی

''حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے پانچ بار حج کئے ہیں ،ایک بار میں پیدل جا رہا تھا اور راستہ بھول گیا، میں نے کہا: اے عباد اللہ مجھے راستہ دکھاؤ، میں یونہی کہتا رہا،حتی کہ میں صحیح راستہ پر آ لگا۔ (''الاداب الشرعیۃ''صفحہ۴۵۷،۴۵۸۔امام ابن مفلح)

لیجیے جناب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتویٰ لگائیں اور امام ابن مفلح رحمۃ اللہ علیہ پر بھی فتویٰ دیجیے کہ وہ اس شرک [بقول مخالفین] کو بطور تائید پیش کر رہے ہیں ۔اب مخالفین حضرات انصاف کا دامن پکڑتے ہوئے فیصلہ کریں کہ اگر ملفوظات یا حدیقہ ندیہ،کشف النور وغیرھما کا واقعہ کفریہ وشرکیہ ہے تو یہاں تو اس سے بھی بڑا کفر وشرک ہونا چاہیے کہ نہیں؟ کیونکہ حضرت جنید بغدادی/ یا امام حنفی تو وہاں اس شخص کے سامنے بھی تھے اور نظر بھی آ رہے تھے جبکہ یہاں تو اللہ عزوجل کے جن بندوں کو مدد کیلئے پکارا جا رہا ہے، وہ نامعلوم کتنے فاصلے پر ہوں اور پھر ان کو دیکھا بھی نہیں جا رہا یعنی آنکھوں سے بھی اجھل [غائب] تھے۔

یقیناً مخالفین کی نظر سے یہ واقعہ پہلے بھی گزرا ہو گا لیکن آج دن تک کسی مخالف و معترض کو جرات نہیں ہوئی کہ ان پر فتویٰ دیتے یا ان کے خلاف کوئی کتابچہ لکھتے یا کوئی پمفلٹ شائع کرتے۔اس کا صاف مطلب ہے کہ فتوے تو صرف سنیوں کے لئے ہیں **لاحول ولا قوۃ الاباللہ۔**

﴿ بانی وہابی مذہب شیخ نجد کے بھائی شیخ سلیمان کا حوالہ ﴾

تمام وہابی المسلک علماء کے سب سے بڑے امام محمد بن عبدالوھاب شیخ نجدی کے بھائی شیخ محمد سلیمان بن عبدالوھاب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

امام''حاکم نے اپنی صحیح میں اور ابوعوانہ اور بزار نے **سند صحیح کے ساتھ** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب کسی شخص کی سواری کسی بے آب و گیاہ صحرا گم ہو جائے تو وہ تین بار کہے(**یا عباد اللہ**)اے اللہ کے بندو مجھ کو اپنی حفاظت میں لے لو، تو اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں،اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ اگر وہ شخص مدد چاہتا ہو تو یوں کہے کہ **اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔**

اس حدیث کو فقہاء اسلام نے اپنی کتب جلیلہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی اشاعت عام کی ہے اور معتمد فقہاء میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، چنانچہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں اس کا

ذکر کیا ہے اور **ابن القیم نے اپنی کتاب ''الکلم الطیب'' میں**
اس کا ذکر کیا ہے اور ابن مفلح **نے ''کتاب الآداب'' میں**
اوابن مفلح نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے
۔''حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں
کہ میں نے اپنے والد (یعنی امام احمد بن حنبل) سے سنا، وہ
فرماتے تھے کہ میں نے پانچ بار حج کئے ہیں، ایک بار میں پیدل
جا رہا تھا اور راستہ بھول گیا، میں نے کہا: اے عباد اللہ مجھے راستہ
دکھاؤ، میں یونہی کہتا رہا، حتی کہ میں صحیح راستہ پر آ لگا۔ (شیخ
سلیمان بن عبد الوہاب، الصواعق الالٰہیہ ص ۳۴ تا ۳۵ مترجم،
تاریخ نجد و حجاز فحہ ۱۲۳)

لہذا اب ان سب کے بارے میں مخالفین کا کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی بعینہ اس بات کی دعوت نہیں دے رہے جس کی وجہ سے مخالفین حضرات علماء اہل سنت و جماعت پر زبان درازی کرتے ہیں؟ پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مخالفین کا کیا فتوی ہے جنہوں نے عباد اللہ کو مشکل کشائی (استمداد) کے لئے پکارا؟ اور خود وہ فرماتے ہیں کہ ان کی مشکل کشائی بھی ہوئی۔

﴿الصواعق الالہیہ کے بارے میں ایک تاویل کا جواب﴾

شیخ سلیمان نے ''الصواعق الالٰہیہ'' سے توبہ کر لی تھی لہذا اس کتاب کا حوالہ معتبر نہیں۔

﴿......ازالہ......﴾

مخالفین کا یہ دعوی بلا دلیل ہے، اس دعویٰ کے ثبوت پر نہ کوئی تاریخی شہادت ہے

اور نہ شیخ سلیمان نے الصواعق الالٰہیہ کے بعد کوئی ایسی کتاب لکھی جس نے الصواعق الالٰہیہ میں مذکورہ دلائل پر خط نسخ کھینچ دیا ہو۔

پھر اگر انہوں نے توبہ بھی کر لی تھی تو کیا قبولِ وہابیت کے بعد اس حدیث جس کو وہ خود صحیح قرار دیتے ہیں اور علماء وفقہا کے اقوال سے اس کی تائید بیان کرتے ہیں، یک لخت من گھڑت کس طرح قرار دے سکتے ہیں، اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہابی مذہب کی تعلیم یہی ہے کہ جیسے ہی وہابیت قبول کرو تو فوراً ان تمام صحیح احادیث ودلائل کو من گھڑت قرار دو۔ جو حق وسچ ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی مخالف یہ کہہ دے کہ ہم شیخ سلیمان کو نہیں مانتے وہ جاہل ومشرک تھا تو اس کے لئے عرض ہے کہ شیخ سلیمان بن عبدالوھاب علماء وہابیہ کے نزدیک بھی عالم دین وفقہ و قاضی تھے چنانچہ شیخ علی طنطاوی جوہری مصری نجدی کہتے ہیں کہ

> ''شیخ سلیمان بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے اور حریملہ میں اپنے والد کے بعد قاضی مقرر ہوئے۔ (محمد بن عبدالوہاب، ص ۱۳ بحوالہ تاریخ نجد وحجاز ۴۳)

غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں

> ''سلیمان بن عبدالوہاب اور ان کے فرزند عبدالعزیز بھی ممتاز علمی حیثیت کے مالک تھے' (محمد بن عبدالوھاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح ص ۱۵)

لہذا معلوم ہوا کہ یہ علماء وہابیہ کے نزدیک معتبر شخصیت ہیں، ان کا انکار کوئی بے علم ہی کرسکتا ہے۔

﴿مخالفین کے ایک مشہور اعتراض کا جواب﴾

اعتراض : ان امور میں بندوں سے استغاثہ کرنا جائز ہے جو عام حالات میں یا عادتاً ان کی قدرت میں (یا ماتحت الاسباب) ہوں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک اسرائیلی نے مدد چاہی یا جیسے ڈاکٹر، حکیم، پولیس یا لڑائی میں کسی دوست سے مدد طلب کرنا لیکن جو عادتاً عام لوگوں کی قدرت میں نہیں ہوتے ان میں مدد طلب کرنا کفر و شرک ہے۔

﴿......الجواب......﴾

قرآن وحدیث میں ایسا فرق ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے آخر قرآن وحدیث میں کس جگہ یہ حکم موجود ہے کہ جو عادتاً بندوں کی قدرت میں ہے وہ تو جائز لیکن جو عادتاً قدرت میں نہیں وہ کفر و شرک ہے؟ بلکہ مخالفین کا یہ فرق کرنا قرآن کریم کے صراحتاً خلاف ہے۔ سورۃ النمل میں تختِ بلقیس کا واقعہ موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تختِ بلقین کو منگوانا چاہا تو درباریوں سے کہا اے درباریو، تم میں سے کوئی ہے جو اس تخت کو ان کے مسلمان ہونے سے پہلے لا کر دے سکتا ہے؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں موجود ایک جن نے عرض کی: میں آپ کے دربار برخاست ہونے سے پہلے لا کر حاضر کر دوں گا (نمل: ۳۹) لیکن حضرت سلیمان اس سے بھی پہلے چاہتے تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب آصف بن برخیا نے کہا

''انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک''

میں پلک جھپکنے سے پہلے اس تخت کو حاضر کر دوں گا (نمل ۴۰)

چنانچہ اس نے فوراً اس منوں وزنی تخت بلقیس کو جو کوسوں میل دور تھا آنکھ کی ایک جھپک سے قبل لا کر پیش کر دیا۔ یہ قرآنی آیت ہے کوئی حدیث بھی نہیں جس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا جائے۔اس واقعہ سے یہ بات بہر حال ثابت ہوگئی کہ جن چیزوں پر عادتاً عام لوگوں کو قدرت نہیں ہوتی۔ ان چیزوں کے حصول کے لئے اولیاء کرام سے رجوع کرنا سراسر حق اور سر تا پا ہدایت ہے ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام درباریوں سے یہ نہ کہتے کہ مجھے دربار برخاست ہونے سے پہلے تخت چاہیے، نہ قرآن کریم اس واقعہ کو بیان کرتا، بلکہ قرآن کریم نے اس واقعہ کو بیان کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ جن چیزوں کا حصول عام لوگوں کی قدرت میں نہیں ہوتا، ان کے حصول کیلئے اولیاء کرام کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔جیسا کہ خود اسماعیل دہلوی صاحب کے پیر و مرشد نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ (مزید تفصیل علامہ اشرف سیالوی کی کتاب ''گلشن توحید و رسالت'' میں دیکھیں) پھر ہم نے علماء وہابیہ دیوبندیہ کی جن کتب سے حوالے پیش کیے ہیں وہ ما فوق الاسباب استمداد پر مشتمل ہیں لہذا مخالفین کے فتوئے خود ان کے اپنے ہی اکابرین پر عائد ہوئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

﴿اولیاء پر اعتراض کرنے والے یہاں بھی غور کریں﴾

اعتراض: ''یا جنید کہنے سے وہ شخص دریا پر چلنے لگا اور یا اللہ کہنے پر دریا میں

ڈوب گیا'' ایسی باتیں کرنا اللہ عزوجل کی شان کو اولیاء سے کم بتانا، اولیاء کو اللہ سے بڑھنا ہے۔

﴿......الجواب ......﴾

اس بات کا جواب ہم پہلے دے چکے، اس کے ڈوبنے کا سبب ''یا اللہ عزوجل'' کی پکار نہیں بلکہ اپنی بدعقیدت اور اولیاء کے مقابل تکبر تھا۔ اس وجہ سے اس کا یا اللہ، یا اللہ کہنا بھی قبول نہیں ہوا، ہاں جب ولی کامل کا دامن تھام لیا تو ''یا جنید'' کے الفاظ بھی اس لئے ذریعے نجات بن گے، اور یا جنید کی پکار اللہ عزوجل کی استمداد کے منافی نہیں بلکہ

''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا'' بیشک اللہ تعالیٰ، رسول اور اولیاء تمھارے مددگار ہیں (پارہ 6 المائدہ ۵۵) اور ''یا عباد اللہ اعینونی'' (حدیث) کے حکم سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی مدد ہے۔

سب باتوں کے جوابات ہم قبل دے چکے، اور اگر قرآن وحدیث اور معتبر ومستند کتب ومسلمہ علماء دین کے حوالہ جات سے مخالفین حضرات مطمئین نہیں تو پھر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

باقی ہم سنیوں پر اعتراض سے قبل مخالفین اپنے گھر کی خبر بھی رکھیں۔ علماء دیوبند کی کتب سے ہم پہلے ''یا اللہ کی بجائے آہ آہ کہنے پر صحت ملنے والا واقعہ'' پہلے بیان کر چکے، اب لیجیے تھانوی صاحب کے حوالہ سے مزید ایک حوالہ ملاحظہ کریں۔ اور ہمت کر کے ان پر بھی فتویٰ لگائیں۔

﴿ **میں خدا کو کیا جانو! علماء دیوبند کا حوالہ** ﴾

اب ذرا دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی صاحب کی بھی سنیے، لکھتے ہیں کہ
''میں نے طالب علمی کے زمانے میں کسی کتاب میں دیکھا کہ
ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو؟ مرید نے کہا

میں خدا کو کیا جانوں

میں تو تم کو جانوں مجھ کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور
ایمان سے دور تھا میں نے یہ قصہ (اپنے استاد) مولانا محمد
یعقوب صاحب نانوتوی سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی
جاہل ہیں۔مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو!
تب میری آنکھیں کھلیں۔
فرمایا! کہ میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت
ہے (الافاضات الیومیہ جلد۴ص۲۹۲)

اب بتائیں کہ میں ''خدا کو کیا جانوں'' ''میں تو تم کو جانوں'' کیا اپنے پیر کو اللہ عزوجل سے بڑھانا ہے کہ نہیں؟ یقیناً اہل عقل کو بات سمجھ آ گئی ہوگی۔اسلئے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں باقی نہیں۔

﴿کیا صحابی نے رسول ﷺ کو اللہ عزوجل سے بڑھا دیا؟﴾

باقی اگر پھر بھی کوئی نہ مانے اور اولیاء اللہ پر اعتراض ہی کرے ،تو اس کی خدمت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل پیش کرتے ہیں، ذرا اس کو غور سے پڑھے۔
''صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک 52/2 میں
حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔

عن ابی مسعود: انه کان یضرب غلامه فجعل یقول

اعوذبالله قال فجعل یضربه

فقال

اعوذبرسول الله، فترکه

فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

والله. اللهُ اقدرعلیک منک علیه قال فاعتقه۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام کہنے لگا،

اعوذ بالله (اللہ کی دہائی، اللہ کے لئے مجھے چھوڑ دولیکن) وہ اور مارنے لگے۔

غلام بولا:

رسول اللہ کی پناہ (یعنی دہائی) تو حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے اسے (فوراً) چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تو اس غلام پر نہیں رکھتا، ابومسعودؓ نے غلام کو آزاد کر دیا۔ (صحیح مسلم)

نوٹ:......صحیح مسلم کی اس حدیث کا ترجمہ دیوبندی عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کی ترجمہ شدہ صحیح مسلم شریف (ادارہ اسلامیات) جلد۲ص ۲۴۰ سے پیش کیا گیا تاکہ ترجمہ میں خیانت کا بھی کوئی الزام نہ لگایا جاسکے۔

☆ یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا:

قال بینا رجل یضرب غلاماله، وھو یقول اعوذباللہ اذبصربرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذبرسول اللہ فالقٰی ماکان فی یدہٖ وخلٰی عن العبد فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما واللہ انہ احق ان یعاذ من استعاذبہ منی فقال الرجل یارسول اللہ فھو حر لوجہ اللہ۔

یعنی ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ **اللہ کی دُہائی** ۔(لیکن انہوں نے نہیں چھوڑا) اتنے میں غلام نے حضور سید عالم ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا **رسول اللہ ﷺ کی دہائی** ۔فوراً اس صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے والے کو پناہ دی جائے ۔ان صاحب نے عرض کی : یارسول اللہ ! تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔(الدرالمنثور بحوالہ عبدالرزاق عن الحسن تحت الآیۃ 4 / 36 داراحیاء التراث العربی بیروت 2 / 502،کنز العمال بحوالہ عب عن الحسن حدیث 25673 مؤسسۃ الرسالہ بیروت 9/203)

﴿کیا رسول ﷺ کی دہائی اللہ عزوجل کی دہائی کے منافی ہے؟﴾

❁...... یہاں غلام صحابی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کی پناہ (اعوذ باللہ) کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی پناہ ((اعوذ برسول اللہ))اختیار کر رہے ہیں لیکن حضور اقدس ﷺ نے ان غلام صحابی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تو اللہ کے سوا میری دہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دہائی چھوڑ کر، لہذا تو مجھے (نبی ﷺ) کو اللہ عزوجل پر فضیلت دیکر مشرک ہو گیا۔حتا کہ خود رب کریم نے اس غلام کے اس عمل کے رد پر کوئی وحی نازل نہ فرمائے کہ جس میں ہو کہ اے نبی! اس غلام نے میری پناہ چھوڑ کر تیری پناہ لی،لہذا اس نے تجھے (نبی) کو مجھ (خدا) سے بڑھا دیا،لہذا یہ مشرک ہو گیا،اس سے توبہ کرواؤ۔

لہذا نہ اللہ عزوجل نے اس غلام پر کسی طرح کا کوئی حکم نازل فرمایا،اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے۔تو اب مخالفین ہی بتائیں کہ انکے بارے میں بھی وہی کہیں گے جو حضرت جنید بغدادی/ یا امام حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ پر لگاتے پھرتے ہیں۔

❁......دوسری بات غلام صحابی نے جو کیا وہ اپنی جگہ،لیکن اس کے آقا (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ) نے بھی کیسا عمل کر دیا،توبہ توبہ! مذہب مخالفین کے مطابق تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو اللہ پر فضیلت دے چکے،کیونکہ جب غلام صحابی اللہ کی پناہ (اعوذ باللہ) کہہ رہا تھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ نہ روکا بلکہ مارتے رہے لیکن جب اس غلام نے (اعوذ برسول اللہ) کہا تو انہوں نے ہاتھ روک لیا۔

لیکن یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کے آقا (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ)

سے یہ نہیں کہا کہ یہ کیسا شرک اکبر ہے، کہ خدا کی دہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دہائی مانی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دہائی نہ مان کر!

﴿﴾...... آقا وغلام کو مشرک بنانا تو در کنار خود رسول اللہ ﷺ نے جو اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، **دہائی تو اپنی بھی قائم رکھی** اور اپنی دہائی دینے پر نہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہوا کہ خدا کی دہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔ پھر اللہ عزوجل نے بھی کوئی حکم نازل نہیں فرمایا کہ ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کفر وشرک ہو گیا ہے وہ مجھے چھوڑ کر نبی کی دہائی دے رہے ہیں، نبی کو مجھ خدا پر فضلیت دے رہے ہیں لہذا انہیں توبہ کرنی چاہیے اور پھر ایمان لانا چاہیے (معاذ اللہ) اب معترضعین ومخالفین کو چاہیے کہ اس حدیث شریف کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں، اور اگر ہو سکے تو اس کا جواب دیں۔

﴿کیا حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے بڑھا دیا؟﴾

مخالفین کی عقلوں ہی میں فتور ہے ان کو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کی باتوں میں کفر و شرک ہی نظر آتا ہے۔ اور ان کے ذہینوں میں جو خود ساختہ نتیجہ ہوتا ہے اس کو پیش کر کے اہل سنت والجماعت کے ذمے لگا دیتے ہیں۔ مخالفین کو اس واقعہ میں اللہ عزوجل سے ہٹا کر غیر اللہ کی طرف لے جانا تو دیکھائی دیتا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم فرمائیں گے جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی تعظیم وآرام کی خاطر اللہ عزوجل کی عبادت ترک فرمادی چنانچہ۔

''حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خیبر والے دن سرکار علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ

کی گود میں تھا۔حضور اکرام ﷺ نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔حضور ﷺ ان کی گود میں آرام فرماتے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز قضاء ہو گئی۔جب سرکار دو عالم ﷺ بیدار ہوئے تو پوچھا کیا آپ نے نماز عصر پڑھ لی ہے؟

عرض کیا نہیں۔حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا،سورج کو واپس لے آ۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو گیا تھا اور دعا فرمانے کے بعد پھر طلوع ہو گیا۔

اس حدیث کو ''شفاء شریف'' میں قاضی عیاض نے، امام طحاوی نے ''مشکل الاثار'' میں، علامہ عسقلانی نے ''مواہب الدنیہ'' میں، علامہ زرقانی نے ''شرح مواہب لدنیہ'' میں، امام سیوطی نے ''الحاوی الفتاوی'' علامہ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری'' میں، علامہ ابن حجر مکی نے ''فتاوی حدیثیہ'' میں، علامہ سخاوی نے ''مقاصد حسنہ'' میں، امام نور الدین ھیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں، علامہ خفاجی نے ''نسیم الریاض'' میں، علامہ شامی نے ''سیرت''، علامہ ابن عابدین شامی نے ''ردالمختار'' میں، شیخ عبدالحق امحدث دہلوی نے ''مدارج النبوت'' میں، ملا علی قاری نے ''شرح شفاء'' میں نقل فرمایا ہے۔اور یہ حدیث متعدد اسناد سے مروی

ہے۔اور علماءِ محدثین کے نزدیک صحیح وحسن کے درجے پر فائز ہے۔(بحوالہ کتب علماء اہل سنت)

نمازعصر جس کے بارے میں اللہ عزوجل حکم فرماتا ہے کہ''**حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی**'' ۔نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی۔(پارہ۲ البقرۃ ۲۳۸) تو جو اطاعت باری تعالیٰ خلاف تعظیم نبی پاک ﷺ کی جائے یعنی جس میں حضور ﷺ کی تعظیم کے پہلو کو نظر انداز کردیا جائے تو اس عبادت خداوندی کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں۔

اب مخالفین فتوی لگائیں کہ اللہ عزوجل تو حکم فرماتا ہے کہ نماز کی حفاظت کرو لیکن (اصول وہابیہ کے مطابق) حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے حکم کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف چلے گے۔معاذ اللہ۔ان کے نزدیک نبی کی تعظیم اللہ کی عبادت و اطاعت سے افضل ہے۔معاذ اللہ۔

☆حضور ﷺ نے جب دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری خاطر نماز عصر کو ترک کردیا تو یہ نہیں فرمایا کہ اے علی تم نے یہ کیا کیا میری خاطر اللہ کی عبادت و اطاعت ترک کردی۔تم کو توبہ کرنی چاہیے۔(اگر آج کا کوئی وہابی مولوی اس زمانے میں ہوتا تو حضرت علیٰ رضی اللہ عنہ پر لازمی فتوی لگاتا) بلکہ حضور ﷺ نے تو فرمایا کہ''اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا''۔

☆ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ عزوجل نے دعا کو قبول فرمالیا۔یہ نہیں فرمایا کہ اے نبی ﷺ! علی تو میری اطاعت وعبادت کو چھور کر مشرک ہو گیا اس سے توبہ کروانے کی بجائے تم اس کیلئے دعا کررہے ہو۔اب ہوسکتا ہے کہ مخالفین کو حضرت

جنید رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ ''ارے نادان ابھی جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے''، سمجھ آ گئے ہوں۔ بحرحال اگر یا اللہ کی بجائے یا جنید کہنا اللہ عزوجل کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف جانا ہے اور کفر، شرک و گمراہی کی دعوت ہے تو پھر اصول مخالفین کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کس فتویٰ کے حق دار ٹھہرے؟ مخالفین ذرا ہمت کر کے اس کی وضاحت بھی فرمائیں۔

﴿علمائے دیوبند اور اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت﴾

اب آخر میں چند حوالہ جات علمائے دیوبندی کی کتب سے پیش خدمت ہیں، جن میں اولیاء اللہ عزوجل سے استمداد و استعانت کی گئی، حتیٰ کہ یہ بھی مانا کہ اولیاء اللہ صرف ایک مرید ہی کو نہیں بلکہ دور دراز سے اپنے متعدد مریدوں کو ڈوبنے سے بچا لیتے ہیں، ڈوبتی کشتیوں کو پار لگا دیتے ہیں، لیجیے ملاحظہ کیجیے۔

﴿دیوبندی پیرو مرشد نے دوبتی کشتی بچا لی﴾

☆ علماء دیوبند کی کتاب شمائم امدادیہ میں علمائے دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہؒ کے بارے میں ہے کہ

> ''محبوب علی نقاش نے آ کر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ (کشتی) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ (حاجی امداد اللہ صاحب) سے ملتجی ہوا آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا'' (شمائم امدادیہ حصہ سوم صفحہ ۸۸)

﴿''علماء دیوبند'' غوث اعظم نے کشتی بچا لی﴾

☆ اسی طرح کا ایک اور واقعہ اسی شمائم امدادیہ میں لکھا ہے کہ

''ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے نگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت وتوجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا'' (شمائم امدایہ حصہ دوم ۴۳)۔

اگر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت ہمارے کسی سنی عالم کی کتاب کے حوالے سے بیان کی جاتی تو مخالفین کی حجت بازیاں شروع ہو جاتیں لیکن چونکہ یہ واقعہ مخالفین کے بزرگوں نے خود لکھا ہے اسلئے اب کسی مخالف نے کوئی فتویٰ نہیں لگانا ۔پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ دور دراز سے مشکل کشائی فرما سکتے ہیں لہذا جب دور سے مدد جائز ہے تو پھر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے قریب سے مدد مانگنا کیوں کرنا جائز وشرک ہوسکتا ہے؟

﴿دیوبندی پیر نے دور سے ڈوبتی کشتی کو بچا لیا﴾

ایک دیوبندی مرید کسی بحری جہاز سے سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک تلاطم خیز طوفان میں جہاز گھر گیا،قریب تھا کہ موجوں کے ہولناک تصادم سے اس کے تختے پاش پاش ہوجائیں

''انھوں نے دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں ہے اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر **اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کو ہوگا**،اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور کارساز مطلق ہے،اسی وقت آ گبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔

ادھر تو یہ قصہ پیش آیا، ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے، خادم نے دباتے دباتے پیراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے، کمر کیونکر چھلی، فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا، آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا، حضرت یہ تو کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے، **فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا، اس میں ایک تمھارا دینی سلسلے کا بھائی تھا، اس کی گرے و زاری نے مجھے بے چین کر دیا اور آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اٹھایا، جب آگے سلا اور بندگانِ خدا کو نجات ملی، اُسی سے چھل گئی ہوگی** اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا''

(کرامات امدادیہ ص ۱۸ بحوالہ زلزلہ ۹۷)

مخالفین کو یا جنید (یا حنفی) کہنا تو شرک نظر آیا لیکن یہاں کفر وشرک کے فتوئے بھول گے، کہ ان کے اپنے لوگ اپنے پیر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا'' **اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کو ہوگا**'' **اور پھر اپنے پیر** کے لئے یہ بھی تسلیم کیا کہ ان کو مسافت بعیدہ سے **معلوم** ہوگیا کہ میرا ایک مرید آگبوٹ کے اندر مشکل میں گھرا ہوا ہے اور پھر فوراً اس کی مشکل کشائی کو پہنچے۔

یا جنید (یا حنفی) والے واقعہ میں تو یہ بزرگ اس شخص کے پاس موجود تھے لیکن کرامات امدایہ کے اس دیوبندی پیر صاحب کی مشکل کشائی نہ صرف مافوق الاسباب

بلکہ سیکڑوں میل دور دراز کی مسافت بھی آڑے ہے۔ لیکن اب دیکھئے یہی بات جو اولیاء امت کیلئے علماء دیوبند کو کفر و شرک نظر آ رہی تھی وہ اپنے وہابی دیوبندی پیر و مرشد کیلئے عین توحید بن گئی۔

دیوبندی پیر و مرشد نے جان بچائی

مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری دیوبندی اپنے شیخ مولوی احمد حسین صاحب کے ایک مرید کا واقعہ نقل کرتے ہیں

''بالی ندی مولوی بازار کے ایک صاحب آزادی سے قبل ڈھاکہ سے شیلانگ بذریعہ موٹر جا رہے تھے صوبہ آسام کا اکثر حصہ پہاڑی ہے اس میں موٹر یا بس چلنے کا جو راستہ ہے وہ بہت تنگ ہے فقط ایک گاڑی جا سکتی ہے، دو کی گنجائش نہیں۔ یہ صاحب حضرت کے مرید تھے جب نصف راستہ طے ہو گیا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک گھوڑا بڑے زوروں سے آ رہا ہے **اس شخص اور دیگر تمام حضرات کو خطرہ پیدا ہوا کہ اب کیا ہو گا** موٹر روک لی لیکن اسکے باوجود بھی بڑی تشویش ہوئی کیونکہ گھوڑا بلا سوار بڑی تیزی سے دوڑا آ رہا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ **اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر پیر و مرشد (حسین احمد) ہوتے دعا کرتے ابھی اتنا سوچا تھا کہ حضرت شیخ گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہیں** غائب ہو گئے۔ (انفاس قدسیہ صفحہ ۱۸۶ بحوالہ زلزلہ صفحہ ۸۹)

کہاں دیوبند اور کہاں آسام کی پہاڑی! درمیان میں سیکڑوں میل کا فاصلہ! لیکن دل میں خیال گذرتے ہی (دیوبندی) پیر صاحب وہاں چشمِ زدن میں پہنچ گئے اور گھوڑے کی لگام تھام کر بجلی کی طرح غائب ہو گئے۔

سینکڑوں میل کے فاصلے سے دل کی زبان کا استغاثہ انھوں نے سن لیا اور سن ہی نہیں لیا بلکہ وہیں سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ واقعہ کہاں درپیش ہے اور پھر چشمِ زدن میں وہاں پہنچ بھی گئے اور مشکل کشائی بھی فرمائی۔ اب مخالفین بتائیں کہ اگر ملفوظات اعلیحضرت رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ خلاف توحید ہے تو مذکورہ دیوبندی شیخ صاحب کا واقعہ کس طرح اسلام و توحید کے مطابق قرار پایا؟

﴿ دیوبندی پندت جی اور دیوبند مرشد کامل ﴾

علماء دیوبند کی کتاب میں ایک واقعہ ہے کہ ایک پنڈت کسی مرشد کامل کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے کہ اچانک کسی مجذوب عورت سے ان کی ملاقات ہوگئی اس نے گڑھول کا پتہ بتایا کہ وہاں جاو وہاں تیرے درد کا درماں ہے اب گڑھول کا راستہ معلوم کر کے وہاں کیلئے روانہ ہوئے اسکے بعد کا واقعہ خود دیوبندی مصنف ''درس حیات'' کی زبانی سنئے۔

> ''دوپہر کا وقت تھا اور گرمی کا زمانہ تھا جو گیارہ اسٹیشن سے پیدل گڑھول جارہے تھے گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت لوگ عموماً گھروں کے اندر پناہ گزیں ہوتے ہیں، باہر راستے میں چلتے ہوئے لوگ نہیں ملتے، یہ (پنڈت) کئی جگہ بھولے اور ہر جگہ ایک صورت کے ایک ہی شخص نے ظاہر ہو کر راستہ بتلا دیا

(درس حیات صفحہ ۲۹۹ بحوالہ زلزلہ ص ۱۲۰)

اب اس کے بعد کا قصہ سنئے، بیان کے اس حصے میں مرشد کامل کی قوت تصرف اور غیب دانی کا منصفِ کبریائی خاص طور پر محسوس کرنے کے قابل ہے۔ارشاد فرماتے ہیں

''جب گڑھول پہنچے اور حضرت کے جمال جہاں آرا پر نظر پڑی تو دیکھا کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے راستے میں کئی جگہ ظاہر ہوکر رہنمائی فرمائی تھی عقیدت جوش میں آئی بے اختیار عرض کیا بادشاہ! میرے حال پر رحم کیجئے اور مجھ کو راستہ بتلائیے۔

(درس حیات ص ۳۰۰ بحوالہ زلزلہ ۱۲۰)

''حضرت نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ گڑھول آتے ہوئے جہاں کہیں میں راستہ بھولا تو بادشاہ! آپ نے ظاہر ہوکر راستہ بتلایا، اب آپ پوچھتے ہیں کہ کیا چاہتا ہوں؟ آپ کو سب معلوم ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں''

(درس حیات ۳۰۰ بحوالہ زلزلہ ۱۲۰)

للہ! دیکھئے یہ وہی علماء دیوبند ہے جن کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ میں کفر وشرک دکھائی دیا۔وہاں کفر وشرک تو یہاں اسلام و ایمان کس طرح ٹھہرا؟ آخر علماء دیوبند کے ہاں انصاف کا ایک ہی ترازو کیوں نہیں؟ اپنے بیگانے کا فرق کیوں آڑے آجاتا ہے؟

اسماعیل دھلوی پر بھی مخالفین فتوے لگائیں

''یا جنید'' کہنے پر تو مخالفین سیخ پا ہو جاتے ہیں حالانکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے سامنے موجود تھے اور زندہ بھی تھے لیکن اب ذرا اپنے امام اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے بعد الوصال دور دراز سے مافوق الاسباب استمداد کا واقعہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ کہتے ہیں کہ

> ''حضرت سید صاحب (وہابی پیر و مرشد) کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو گئی لیکن نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی بیعت کی برکت اور آنجناب ہدایت کی توجہات کے یمن سے **حضرت جناب غوث الثقلین اور جناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں** اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روحِ مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا۔ کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو تمامیہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کا واقعہ ہونے کے بعد **ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریبا ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے۔ پس اس ایک پہر ہر دو طریقہ کی نسبت**

آپ کونصیب ہوئی۔

(صراط مستقیم باب چہارم دربیان سلوک راہِ ثبوت الخ ۔صفحہ 318،317)

﴿......**وہابیوں کو قبروں سے فیض ملتاہے**......﴾

☆ پھر یہ سلسلہ یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ اسی کتاب صراط مستقیم میں خود یہ بات تسلیم کی کہ

''القصہ اگرچہ صاف باطن لوگوں کواولیاء اللہ کی قبروں کی طرف کسی قدر فائدہ ہوتا ہے''(صراط مستقیم ، باب دوم،پہلی فصل ، پانچواں افادہ صفحہ 103)

☆ اور وہابی اسماعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد صاحب حضرت خواجہ بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر جاتے ہیں اور قبر مبارک سے فیض حاصل کرنے کی غرض سے مراقب ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''ولیکن نسبت چشتیہ۔پس اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کا کی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے **اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہوکر بیٹھ گئے** ۔اس اثناء میں ان کی روح پرفتوح سے آپ کی ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے **آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدائے حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہوگیا**

(صراط مستقیم باب چہارم دربیان سلوک راہِ ثبوت الخ صفحہ 318)

ہاں! اب نہ کفر یا در ہا اور نہ شرک نظر آتا ہے۔ اگر یا جنید کہنا توحید کے خلاف ہے تو پھر اولیاء اللہ عزوجل سے ایسی استمداد کس طرح جائز ٹھہری؟

......علامہ ارشد القادری کی زلزلہ ، زیر و زبر......

علماء دیوبند کی معتبر و مستند کتب سے اولیاء اللہ کے اختیارات و تصرفات، حاضر و ناظر، استمداد و استعانت پر مشتمل درجنوں حوالہ جات رئیس القلم مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب ''**زلزلہ**'' اور دوسری کتاب ''**زِیر و زَبر**'' میں دیکھئے جا سکتے ہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان دونوں کتب کا لازمی مطالعہ کیجئے۔

......حرف آخر......

الحمد للہ عزوجل! ملفوظات اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ پر اعتراضات کے مکمل جوابات درج ہو چکے، باقی استمداد و استعانت کے موضوع کا مختصراً جواب بھی ہماری اس تحریر میں موجود ہے تاہم یہ ایک مستقل موضوع ہے جس کو ہم یہاں طوالت کے خوف سے پیش نہیں کر سکتے، علماء اہل سنت و الجماعت کی درجنوں کتب موجود ہے۔

❁ **الامن والعلی**: امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ❁ **برکات الامداد لاھل الاستمداد**: امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ❁ **الاستمداد والتوسل**: مولانا صالح نقشبندی مجددیؒ (اس موضوع کی بہترین کتاب ہے) ❁ **کراماتِ اولیاء اور بعد از زوصال استمداد**: علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ ❁ **انبیاء و اولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصور**: پروفیسر احمد رضا خان ❁ **مشکل کشاء نبی ﷺ**: مولانا غلام مصطفیٰ نوری حفظہ اللہ (اس

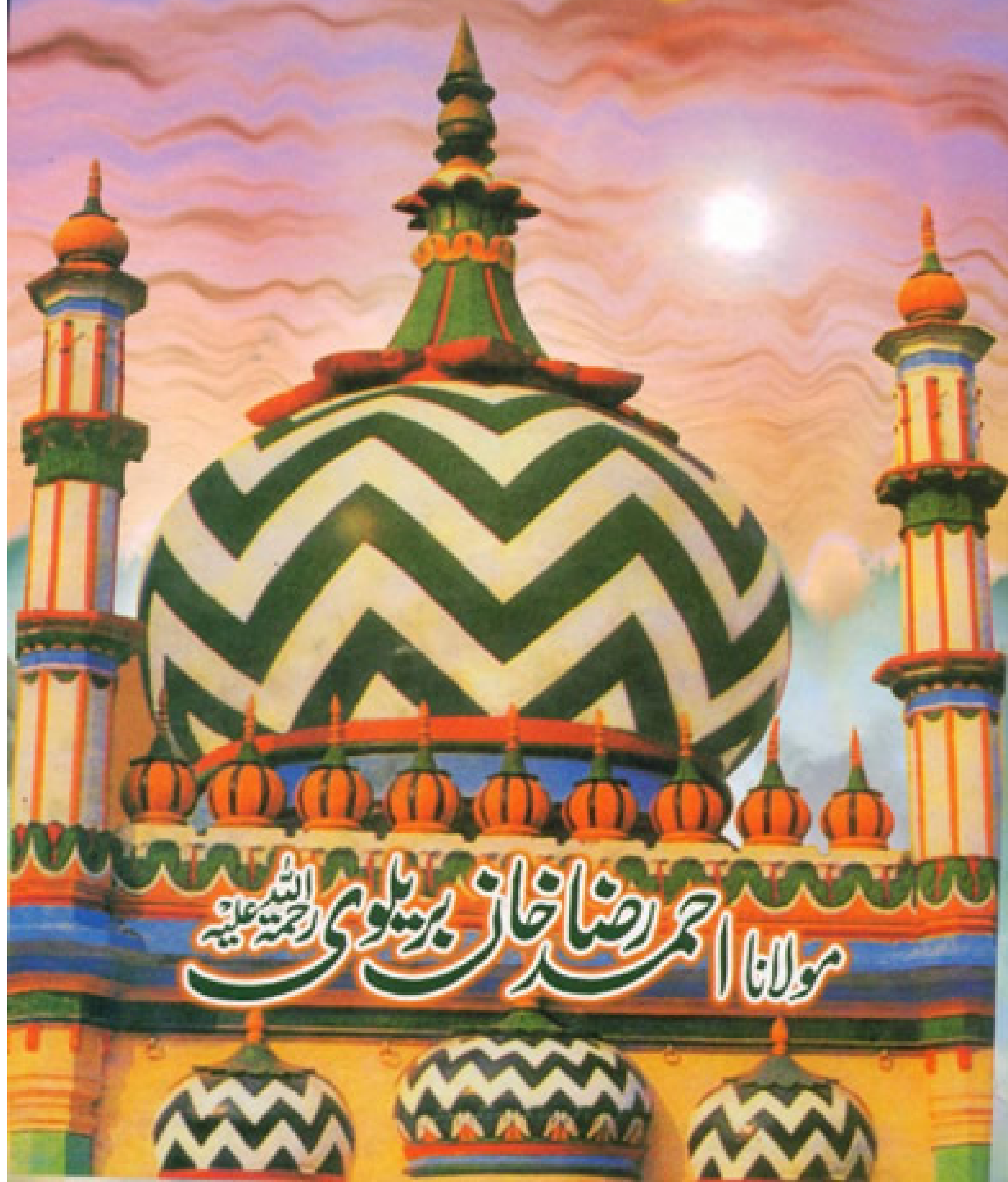
کتاب میں ان تمام آیات کی وضاحت موجود ہے جو بتوں کے بارے میں نازل ہوئیں لیکن مخالفین انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں) ۞ **گلشن توحید و رسالت**: علامہ اشرف سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۞ **مزارات اولیاء اور توسل**: علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ ۞ **زلزلہ**: علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ ۞ زلزلہ، **زیر و زبر**: علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ ۞ **سعید الحق تخریج جاء الحق۔ مولانا سعید اللہ خان قادری** مدظلہ العالی

جن حضرات کو استمداد و استعانت کے موضوع پر تحقیق کرنی ہے اور ان مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ کریں، یہ سب کتب نیٹ پر پی ڈی ایف فارم میں موجود ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں دین اسلام مسلک اہل سنت والجماعت پر قائم و دائم رکھے۔ (آمین) بتقاضہ بشریت اگر کسی قسم کی غلطی ہوگئی ہو تو علماء اہل سنت والجماعت حنفی بریلوی کی خدمت میں گزارش ہے کہ اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں۔ میری کسی بھی غلطی یا قابلِ اعتراض عبارت کی ذمہ داری اہل سنت والجماعت حنفی بریلوی پر عائد نہیں کی جاسکتی۔ تاہم اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی، یا کوئی ایسی عبارت ہو جو کسی سنی عالم دین کے مخالف ہو تو میرا موقف وہی ہے جو معتبر و مستند علماء اہل سنت والجماعت بیان فرمائیں، اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہماری تمام غلطیوں کو معاف فرمائے۔ (آمین)

بندہ ناچیز خادم اہل سنت والجماعت

ابو حامد احمد رضا قادری رضوی

ملفوظات



ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پَر بے کار ہو گیا ہے اور اس میں طاقتِ پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پَیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا و رسول عزّ جلالہ و ﷺ کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی و عداوت رکھیں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا و رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا جتنے کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرح میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا، اور دریا میں اُتر گئے، پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا: حضرت میں چلا: فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا۔ کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا: عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں، فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ، خادم نے عرض کی: حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی





المكتبة النورية الرضوية الجامع البغدادي
لائلپور - پاکستان

الحديقة الندية

شرح

الطريقة المحمدية

الجزء الثانى

للعارف بالله تعالى سيدي العلامة عبد الغنى النابلسى الحنفى رحمه الله تعالى

الناشر

السيد هداية رسول

القادرى الرضوى

المكتبة النورية الرضوية الجامع البغدادى ○ لائلپور - پاكستان

ومما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحى مسترشدا منه او الميت مستمدا منه ما نقله الشيخ عبدالوهاب الشعراوى رحمه الله تعالى فى كتابه العهود المحدية : ان معروف الكرخى كان يقول لأصحابه : إذا كان لكم الى الله تعالى حاجة فاقسموا عليه بى ولا تقسموا عليه به تعالى . فقيل له فى ذلك فقال : هؤلاء لا يعرفون الله تعالى فلم يجبهم، ولو أنهم عرفوه لأجابهم. وكذلك وقع لسيدى محمد الحنفى الشاذلى انه كان يعدى من مصر إلى الروضة ماشياً على الماء هو وجماعته فكان يقول لهم : قولوا ياحنفى . وامشوا خلفى وإياكم ان تقولوا يا الله ! تغرقوا. فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فى الماء فالتفت اليه الشيخ وقال : يا ولدى انك لا تعرف الله تعالى حتى تمشى باسمه على الماء ، فاصبر حتى أعرفك بعظمة الله تعالى . ثم اسقط الوسائط انتهى .

وفى الجملة فاتخاذ الشيخ الحى أن وجد ، وإلا فالميت أولى. والكل أموات لماقدمناه من اشارة قوله تعالى: (انك ميت وانهم ميتون) فافهم ترشد إن شاء الله تعالى ولا تعترض تكن من الهالكين . فان الله تعالى يغار لاوليائه إذا انتهكت حرماتهم أشد غيرة ولا إله غيره انه لقول فصل وماهو بالهزل انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا .

وأما هذه الطبول والنايات وهذه الأعلام والرأيات التى تتقيد بها الفقراء اليوم وهذه الأوقات التى اخترعتها مشايخ هذا الزمان فان جميعها جهل ولهو وبطالة لاينبغى للشيخ المرشد أن يعملها ولا أن يقر عليها لمايترتب عليها من مفسدة الغرور بغير الله تعالى والأعراض عن طلب العلم النافع والاجتهاد فى سنن سيد المرسلين ﷺ وإن كنا نحن لا ننكرها عل الكاملين العارفين إذا صدرت منهم (قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون إنما يتذكر أو لوالألباب) .

وأما الاجتماع وذكر الله تعالى الصحيح الخالى من اللحن مع الأدب والخشوع بعد معرفة الواجب من الاعتقاد الموافق ، والواجب من كيفية الأعمال الصالحة فى العبادات والمعاملات فهو أمر جائز مندوب إليه ولاالتفات لمن رده من تعصبه وجهله. فقد نقل الشيخ المناوى رحمه الله تعالى فى الشرح الكبير على الجامع الصغير عن

كشف النور

عن

اصحاب القبور

للامام العلامة العارف بالله ناصح الامة قدوة المحققين
سیدی عبد الغنی آفندی النابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(م ۱۱۴۳ھ)

المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ
بالجامع البغدادی، گلبرگ اے لائلپور، پاکستان

ومما يحث المريد على اتخاذ الشيخ الحى مسترشدا منه او الميت مستمدا منه ما نقله الشيخ عبدالوهاب الشعراوى رحمه الله تعالى فى كتابه العهود المحمدية : ان معروف الكرخى كان يقول لأصحابه : إذا كان لكم الى الله تعالى حاجة فاقسموا عليه بى ولا تقسموا عليه به تعالى . فقيل له فى ذلك فقال : هؤلاء لا يعرفون الله تعالى فلم يجبهم، ولو أنهم عرفوه لأجابهم. وكذلك وقع لسيدى محمد الحنفى الشاذلى انه كان يعدى من مصر إلى الروضة ماشياً على الماء هو وجماعته فكان يقول لهم : قولوا ياحنفى . وامشوا خلفى وإياكم ان تقولوا يا الله ! تغرقوا. فخالف شخص منهم وقال : يا الله فزلقت رجله فنزل الى لحيته فى الماء فالتفت اليه الشيخ وقال : يا ولدى انك لا تعرف الله تعالى حتى تمشى باسمه على الماء ، فاصبر حتى اعرفك بعظمة الله تعالى . ثم اسقط الوسائط انتهى .

وفى الجملة فاتخاذ الشيخ الحى أن وجد ، وإلا فالميت أولى. والكل أموات لماقدمناه من اشارة قوله تعالى: (انك ميت وانهم ميتون) فافهم ترشد إن شاء الله تعالى ولا تعترض تكن من الهالكين . فان الله تعالى يغار لاوليائه إذا انتهكت حرماتهم أشد غيرة ولا إله غيره انه لقول فصل وماهو بالهزل انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا فمهل الكافرين امهلهم رويدا .

وأما هذه الطبول والنايات وهذه الأعلام والرأيات التى تتقيد بها الفقراء اليوم وهذه الأوقات التى اخترعتها مشايخ هذا الزمان فان جميعها جهل ولهو وبطالة لاينبغى للشيخ المرشد أن يعملها ولا أن يقر عليها لمايترتب عليها من مفسدة الغرور بغير الله تعالى والأعراض عن طلب العلم النافع والاجتهاد فى سنن سيد المرسلين ﷺ وإن كنا نحن لا ننكرها عل الكاملين العارفين إذا صدرت منهم (قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون إنما يتذكر أو لوالألباب) .

وأما الاجتماع وذكر الله تعالى الصحيح الخالى من اللحن مع الأدب والخشوع بعد معرفة الواجب من الاعتقاد الموافق ، والواجب من كيفية الأعمال الصالحة فى العبادات والمعاملات فهو أمر جائز مندوب إليه ولاالتفات لمن رده من تعصبه وجهله. فقد نقل الشيخ المناوى رحمه الله تعالى فى الشرح الكبير على الجامع الصغير عن

قال اللہ تعالیٰ

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يمريم انى لك هذا قالت هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے اور ذکر فرمانے سے معلوم ہوا کہ کرامات کا ذکر کرنا منافع دینیہ کیلئے مطلوب ہے اور مقصود یعنی تحصیل رضا و تقویت ایمان میں معین اسی لئے کتاب

جمال الاولیاء

ترجمہ کتاب لا مع علامات الاولیاء جو تلخیص ہے جامع کرامات الاولیاء مؤلفہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی جس کی تالیف کا اختتام ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ اور ۱۳۲۹ھ میں مصر میں طبع ہوئی ہے۔

جس کے معتدبہ حصہ کی تلخیص ایک خاص معیار پر حضرت اقدس حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام اللہ فیوضہم نے فرمائی اور حضرت دام ظلہم العالی کے ارشاد سے بقیہ کتاب کی تلخیص اسی معیار پر اور کل کا ترجمہ احقر جمیل احمد تھانوی نے کیا۔

(منگانے کا پتہ)

مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور

ہوئی ہے (۳۲) نفح الطیب مؤلفہ شہاب احمد المقری متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ (۳۳) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مؤلفہ محبی جن کی وفات انکے وطن دمشق میں سنہ ۱۱۱۱ھ میں ہوئی ہے (۳۴) سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر مؤلفہ سید محمد خلیل مرادی مفتی شام متوفی سنہ ۱۲۰۶ھ (۳۵) تاریخ مصر مؤلفہ عبدالرحمن بن حسن الجبرتی متوفی سنہ ۱۲۳۷ھ (۳۶) شرح الطریقۃ المحمدیہ مؤلفہ سیدی عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی سنہ ۱۱۴۳ھ (۳۷) شرح قصیدہ بردہ مؤلفہ شیخ حسن عدوی بصری جن کا انتقال مصر میں سنہ ۱۳۰۳ھ میں ہوا ہے (۳۸) الحدائق الوردیہ فی اجلاء النقشبندیہ مؤلفہ عالم فاضل شیخ عبدالمجید صاحب ابن شیخ علامہ مرشد محمد الخانی نقشبندی رح جنکا انتقال قسطنطنیہ میں سنہ ۱۳۱۷ھ میں ہوا ہے۔ (۳۹) مناقب القطب الکبیر سیدی شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ علی بن عمر البتنونی خلیفہ حضرت موصوف مگر چونکہ امام شعرانی نے اپنی کتاب میں اسکی تلخیص کرلی ہے۔ اس لئے میں نے اسکے مضامین کو صرف طبقات شعرانی سے ہی نقل کرلینے کو کافی سمجھ لیا ہے (۴۰) عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق مؤلفہ شیخ ابراہیم عبیدی مالکی (۴۱) مناقب القطب شمس الدین حنفی مصری مؤلفہ شیخ حسن شمہ مصری نحوی شاگرد قطب صاحب موصوف (۴۲) مناقب سیدی القطب شیخ محمد الجسر طرابلسی مؤلفہ شیخ حسین صاحبزادہ حضرت ممدوح جو ابتک حیات ہیں (۴۳) خود میری اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین، اور یہاں امام سبکی کی طبقات کے حوالہ سے جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ اسی اپنی کتاب میں سے نقل کرلیا ہے کیونکہ (یہ کتاب ابتک طبع نہیں ہوئی ہے) اور مصر میں ایک صاحب نے اس کتاب کو طبع کرنے کیلئے مانگ لیا تھا پھر نہ انہوں نے واپس کی اور نہ ابتک طبع کی بس اللہ تعالی ہی سے ہر کام میں اعانت کی درخواست ہے غرض یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جنکی نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں انکے مقبول ہونے پر اتفاق ہوچکا ہے اور ان کے علاوہ کہیں کہیں کسی اور کتاب سے بھی لیا ہے تو وہاں اس کے مؤلف کا نام بھی ذکر کردیا ہے اور بعض کرامتیں کئی کتابوں میں بیان ہیں تو میں نے کسی ایک کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے مثلاً ایک کرامت طبقات مناوی میں ملی پھر وہاں سے نقل کرنے کے بعد وہی طبقات زبیدی میں مل گئی جن کا زمانہ مناوی سے پیچھے کا ہے یا یہ کہ زبیدی رح کی کتاب میں دیکھی پھر وہی کرامت یافعی کی کتابوں میں پائی جو ان سے بھی پہلے کے ہیں تو میں نے اگرچہ وہ صاحب جن سے نقل کیا بعد کے ہیں اسی حوالہ کو جو پہلے

هدية العارفين

أسماء المؤلفين وآثار المصنفين

المجلد الأول

مؤلفه

إسماعيل باشا البغدادي

طبع بعناية وكالة المعارف الجليلة في مطبعتها البهية

استانبول

سنة ١٩٥١

اعادت طبعه بالاوفست

دار إحياء التراث العربي

بيروت - لبنان

اثنين وسبعين وخمسمائة . صنف مختصر ضياء القلوب لابي الفتح الرازي في التفسير اختصارا حسنا .

الازدي – عبدالغني بن سعيد بن علي بن بشير بن مروان ابن عبدالعزيز الازدي الحافظ ابو محمد المقدسي ثم المصري ولد سنة ٣٣٢ وتوفي سنة ٤٠٩ تسع واربعمائة. من تصانيفه آداب المحدثين . كتاب الغوامض . كتاب المتوارين. المختلف والمؤتلف في مشتبه اسماء الرجال . مشتبه النسبة . كتاب الغوامض

ابن سرور المقدسي – عبدالغني بن عبدالواحد بن علي بن سرور الجماعيلي تقي الدين ابو محمد المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي ولد سنة ٥٤١ وتوفي بمصر سنة ٦٠٠ . من تصانيفه فضائل خير البرية في محمد. الاربعين بالاربعين. الاربعين من كلام رب العالمين . اعتقاد الامام الشافعي . الاقتصاد في الاعتقاد . الاقسام التي اقسم بها النبي عليه السلام. الامر بالمعروف والنهي عن المنكر . تبيين الاصابة لاوهام حصلت في معرفة الصحابة. تحفة الطالبين في الجهاد والمجاهدين. الجامع الصغير لاحكام البشير النذير . الدرة المضية في سير النبوة . درر الأثر في تسعة احزاء . الصلات من الاحياء للاموات . كتاب الاسرى في جزئين . كتاب التهجد . كتاب الجهاد . كتاب الحكايات . كتاب الذكر في جزئين . كتاب الروضية اربعة اجزاء . كتاب الصفات في جزئين . كتاب الفرج في جزئين . كتاب المواقيت . فضائل الحج . فضائل ذي الحجة . فضائل الصدقة . فضائل مكة. المصباح في عيون الاحاديث الصحاح . عمدة الحكام في شرح عمدة الاحكام له . العمدة في الاحكام في معالم الحلال والحرام عن خير الانام محمد عليه الصلاة والسلام . عمدة المحدثين الكمال في معرفة الرجال . كتاب المحنة على امام اهل السنة وتقدمه الى الجنة في مناقب الامام احمد حنبل رحمه الله . النصيحة في الادعية الصحيحة . نهاية المراد من كلام خير العباد . اليواقيت في المواقيت وغير ذلك .

ابن تيمية – عبدالغني بن فخر الدين محمد بن ابي القاسم الخضر بن محمد بن تيمية الحراني سيف الدين ابو محمد الحنبلي الخطيب بحران ولد سنة ٥٨١ وتوفي سنة ٦٣٩ تسع وثلاثين وستمائة . صنف اهداء القرب الى ساكني الترب . الزوائد على تفسير الوالد في تفسير القرآن .

الهيتمي – عبدالغني بن يوسف بن احمد المصري الهيتمي

زين الدين الشافعي المقري المتوفى سنة ٨٨٦ ست وثمانين وثمانمائة. له بهجة المعربين في معرفة احكام النون الساكنة والتنوين .

التلمساني – عبدالغني بن عبدالجليل العارف بالله التلمساني الصوفي الحنفي المتوفى سنة ... له ذريعة الوصول الى زيارة جناب حضرة الرسول صلى الله عليه وسلم . في شرح الوترية . شرح منازل السائرين .

*ابن اميرشاه – عبدالغني بن اميرشاه بن محمود البولوي الرومي الحنفي القاضي بمصر توفي راجعا من مصر في بروسه سنة ٩٩٥ خمس وتسعين وتسعمائة له تعليقات على هوامش البيضاوي . حاشية على شرح تجريد العقائد . فضائل الشام .

الاردبيلي – عبدالغني بن عبدالله الاردبيلي المتوفى سنة .. له شرح منهاج الوصول الى علم الاصول للبيضاوي .

الازهري – عبدالغني بن محمد بن عمر الازهري المصري الشافعي المتوفى سنة ... صنف الدرر في حديث سيد البشر .

اللاهوري – عبدالغني بن .. اللاهوري الهندي الحنفي القادري نزيل قسطنطينية صنف فتوح الاسرار فارسي في التصوف الفه للسلطان احمد خان الاول سنة ١٠١٧ .

*النابلسي – عبدالغني بن اسماعيل بن عبدالغني بن اسماعيل ابن احمد بن ابراهيم النابلسي الدمشقي العارف بالله الحنفي الصوفي النقشبندي القادري ولد بدمشق سنة ١٠٥٠ وتوفي بها سنة ١١٤٣ . من تصانيفه . ابانة النص في مسئلة القص اي اللحية. الابتهاج في مناسك الحاج . الابيات النورانية في ملوك الدولة العثمانية . اتحاف الساري في زيارة الشيخ مدوك الفزاري . اتحاف من بادر الى حكم النوشادر . الاجوبة الانسية عن الاسئلة القدسية . الاجوبة التة عن الاسئلة الستة . الاجوبة المنظومة عن الاسئلة المعلومة . احترام الخبز وشكر النعمة عليه وعدم اهانته بنحو دوسه بقدميه . ارشاد المتمل في تبليغ غير المصلي . ازالة الخفا عن حلية المصطفى صلعم . اسباغ المنة في انهار الجنة . اشتباك الاسنة في الجواب عن الفرض والسنة . اشراق المعالم في احكام المظالم . اطلاق القيود شرح مرآة الوجود . انس الحاضر في معنى من قال انا مؤمن فهو كافر . الانوار الالهية شرح مقدمة السنوسية. انوار السلوك في اسرار الملوك . انوار الشموس في خطب الدروس . ايضاح الدلالات في سماع الآلات . ايضاح المقصود من معنى وحدة الوجود .

هداية المريد ونهاية السعيد . مثل الاحسان فى تحقيق معنى الانسان . مثل الصلات فى بيان الصلاة . برهان الثبوت فى تبرئة هاروت وماروت . بسط القراعين بالوصيد فى بيان الحقيقة والمجاز فى التوحيد . تحية الله خير بعد الفناء فى السير . بغية المكتفى فى جواز الحلف الحنفى . بواطن القرآن ومواطن البرهان . تثبت القدمين فى سؤال الملكين . تحرير الحاوى بشرح تفسير البيضاوى . تحرير عين الاثبات فى تقرير عين الاثبات . تحريك الاقليد فى فتح باب التوحيد . تحريك سلسلة الوداد فى مسئلة خلق العباد . تحصيل الاجر فى اذان الفجر . تحفة الراكع الساجد فى جواز الاعتكاف فى فناء المساجد . تحفة النابلسية فى الرحلة الطرابلسية . تحفة الناسك فى بيان المناسك . تحقيق الانتصار فى اتفاق الاشعرى والماتريدية على الاختيار . تحفة الذوق والرشف فى معنى المخالفة الواقعة بين اهل الكشف . تحقيق القضية فى الفرق بين الرشوة والهدية . تحقيق معنى المعبود فى صورة كل معبود . تحقيق النظر فى تحقيق النظر . تخيير العباد فى سكن البلاد . تشحيذ الاذهان فى تطهير الادهان . تشريف التفريب فى تنزيه القرآن عن التحريف . تطييب النفوس فى حكم المقادم والرؤس . تعطير الانام فى تعبير المنام مطبوع . تعوذ الصور شرح عقد الدرر فيما يتعلق به على قول زفر . تقريب الكلام على الافهام فى معنى وحدة الوجود . تكميل النعوت فى لزوم البيوت . تنبيه الافهام على عدة الحكام شرح منظومة الحموى . تنبيه من النوم فى مواجيد القوم . تنبيه من يلهو عن صحة الذكر بالاسم هو . توريث المواريث فى الدلالة على موضع الاحاديث فى اطراف الكتب الستة . التوفيق الجلى بين الاشعرى والحنبلى . توفيق الرتبة فى تحقيق الخطبة . ثواب المدرك لزيارة الست زينب والشيخ مدرك . جمع الاسرار ومنع الاشرار عن الطعن لصوفية الاخيار . جمع الاشكال ومنع الاشكال عن عبارة تفسير البغوى . الجواب التام عن حقيقة الكلام . الجواب الشريف للحضرة الشريفة ان مذهب ابى يوسف ومحمد هو مذهب ابى حنيفة . الجواب العلى عن حال الولى . الجواب عن الاسئلة المائة واحدى وستين . الجواب المعتمد عن سؤالات اهل صفد . الجواب المنثور والمنظوم عن سؤال المفهوم . جواهر النصوص فى حل كلمات الفصوص . الجوهر الكلى فى شرح عمدة المصلى . الحاصل فى الملك والمحصول فى الفلك فى اخلاق النبوة والرسالة والخلافة

والملك . الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية . حق اليقين وهداية المتقين . الحقيقة والمجاز فى رحلة بلاد الشام ومصر والحجاز . حلاوة الآلاء فى التعبير اجمالا . حلة الذهب الابريز فى رحلة بعلبك وبقاع العزيز . حلية العارى فى صفات البارى . الحوض المورود فى زيارة الشيخ يوسف والشيخ محمود . الحضرة الانسية فى الرحلة القدسية . خلاصة التحقيق فى حكم التقليد والتلفيق . خمرة بابل وغناء البلابل فى الغزليات . خمرة الحان ورنة الالحان شرح رسالة الشيخ رسلان . دفع الاختلاف من كلام القاضى والكشاف . دفع الايهام ورفع الابهام جواب سؤال . ديوان الحقائق وميدان الرقائق . ديوان الالهيات . ديوان المدائح المطلقة فى المراسلات والالغاز . ذخائر المواريث فى الدلالة على مواضع الاحاديث . رائحة الجنة شرح اضاءة الدجنة . ربع الافادات فى ربع العبادات . رد التعنيف على المعنف واثبات جهل المصنف . رد الجاهل الى الصواب فى جواز اضافة التأثير الى الاسباب . رد الحجج الداحضة على عصبة الى الرافضة . رد المتين على المنتقص [١] العارف محيى الدين . رد المفترى على الطعن الششترى . الرد الوفى على جواب الحصكفى فى الحلف . الرسوخ فى مقام الشيوخ رشحات الاقلام شرح كفاية الغلام . رفع الاشتباه عن علمية اسم الله . رفع الريب عن حضرة الغيب . رفع الستور عن متعلق الجار والمجرور . رفع الضرورة عن حج الصيرورة . رفع العناد عن حكم التفويض والاسناد . رفع الكسا عن عبارة البيضاوى فى سورة النسا . ركوب التقييد بالاذعان فى وجوب التقليد فى الايمان . رنة النسيم وغنة الرخيم . روض الانام فى بيان الاجازة فى المنام . روض المعطار برحائق الاشعار . زبدة الفائدة فى الجواب عن الاسئلة الواردة . زهر الحديقة فى ترجمة رجال الطريقة . زيادة البسطة فى بيان العلم نقطة . السانحات النابلسية والبارحات الانسية . السر المختبى فى ضريح ابن العربى . سرعة الانتباه لمسئلة الاشتباه . سلوى النديم وتذكرة العديم . الشمس على جناح الطائر فى مقام الواقف السائر . صدح الحمامة فى شروط الامامة . الصراط السوى شرح ديباجة المثنوى . صرف الاعنة الى عقائد اهل السنة . صرف العنان الى قراءة حفص بن سليمان . صفوة الاصفياء فى بيان الفضيلة بين الانبياء . صفوة الضمير فى نصرة الوزير . الصلح بين الاخوان فى حكم اباحة الدخان . الطلعة البدرية فى شرح القصيدة المضرية . طلوع الصباح على خطبة المصباح . الظل الممدود فى معنى وحدة

[١] لعله (منتقص)

الوجود . العبير في التعبير . عذر الائمة في نصح الامة . العقد النظيم في القدر العظيم . شرح بيت من بردة المديح . العقود اللؤلؤية في طريق المولوية . علم الملاحة في علم الفلاحة . عيون الامثال لعديم الامثال . غاية الاجازة في تكرار الصلاة على الجنازة . غاية المطلوب في محبة المحبوب . غيث القبول هما في معنى جملاله شركاء فيما آتاهما . الغيث المنبجس في حكم المصبوغ بالنجس . فتح الاغلاق في مسئلة على الطلاق . الفتح الرباني والفيض الرحماني . فتح المعين عن الفرق بين التسميتين اعني المسلمين والنصارى . فتح الكبير بفتح راء التكبير . فتح المعبد المبدي شرح منظومة سعدي افندي . الفتح المكي واللمح الملكي . فتح الكريم الوهاب في العلوم المستفادة من الناي والشباب . الفتوحات المدنية في الحضرات المحمدية . قطرة السماء الوجود ونظرة العلماء الشهود . قلائد الفرائد في موائد الفوائد في الفروع . قلائد المرجان في عقائد الايمان . القول الابين في شرح عقيدة ابي مدين . القول السديد في جواز خلف الوعيد والرد على الرجل العنيد . القول القاصم في قراءة حفص عن عاصم . القول المختار في الرد على الجاهل المحتار . القول المعتبر في بيان النظر . الكتابة العلية على الرسالة الخيلاطية . كتاب الوجود والحق والخطاب والصدق . كشف الستر عن فريضة الوتر . كشف السر الغامض شرح ديوان ابن الفارض . كشف النور عن اصحاب القبور . الكشف عن الاغلاط التسعة من بيت الساعة . الكشف والبيان عما يتعلق بالنسيان . كفاية الغلام في اركان الاسلام . كفاية المستفيد في علم التجويد . الكشف والبيان عن اسرار الاديان . كنز الحق المبين في احاديث سيد المرسلين . الكوكب الساري في حقيقة الجزء الاختياري . الكواكب المشرقة في حكم استعمال المنطقة من الفضة . كوكب الصبح في ازالة القبح . كوكب المباني وموكب المعاني شرح صلوات سيدي عبدالقادر الكيلاني . كوكب المتلالي شرح قصيدة الغزالي . الكوكب الوقاد في حسن الاعتقاد . لطائف الانسية على عقيدة السنوسية . لمعات الانوار في المقطوع لهم بالجنة والمقطوع لهم بالنار . لمعات البرق النجدي شرح تجليات محمود افندي . لمعة النور المضية شرح الابيات السبعة الزائدة من الخمرية الفارضية . اللؤلؤ المكنون في حكم الاخبار عما سيكون . المجالس الشامية في مواعظ اهل البلاد الرومية . مخرج المتق ومنهج المرتق . المطالب الوفية شرح الفوائد السنية . المعارف الغيبية شرح عينية الجيلية . مفاتيح القلوب في علم الحضور والغيوب . مفتاح الفتوح في مشكاة الجسم وزجاجة النفس ومصباح الروح . مفتاح المعية شرح الرسالة النقشبندية . المقاصد الممحصة في بيان كي الحمصة . المقامات الاسنى في امتزاج الاسما . مليح البديع في مدح الشفيع بديعية . مناغاة القديم ومناجاة الحكيم . نتيجة العلوم ونصيحة علماء الرسوم . نخبة المسئلة شرح التحفة المرسلة . نزهة القدسين في سؤال الملكين . نزهة الواجد في الصلاة على الجنازة في المساجد . نسمات الاسحار في مدح النبي المختار . نسيم الريحي في التجاذب البديعي . النظر المشرف في معنى قول الشيخ عمر بن الفارض عرفت ام لم تعرف . النعم السوابغ في احرام المدني من رابغ . نفحات الازهار على نسمات الاسحار . النفحات المنتشرة في الجواب عن الاسئلة العشرة . نفحة القبول في مدحة الرسول . نفخة الصور ونفحة الزهور في شرح قبضة النور . نقود الصرر شرح عقود الدرر فيما يتعلق به من اقوال الامام زفر للسيد احمد الحموي . النوافح الفائحة بروائح الرؤيا الصالحة . نور الافئدة في شرح المرشدة لابن الهيت . نهاية السول في حلية الرسول صلعم . نهاية المراد شرح هدية ابن العماد في الفروع . وسائل التحقيق في رسائل التدقيق في مكاتبات العلمية . هدية الفقير وتحية الوزير . بواقع الرطب في بدائع الخطب . شرح منظومة القاضي محب الدين . ورسالة في تعبير رؤيا سئل عنها . رسالة في جواب سؤال ورد من بيت المقدس . رسالة في جواب سؤال ورد من مكة المشرفة . رسالة في جواب سؤال ورد من بطريق النصارى في التوحيد . رسالة في سؤال عن حديث نبوي . رسالة في الحث على الجهاد . رسالة في حكم المستعير من الحكام . رسالة في حل نكاح المتعة على الشريعة . رسالة في قوله صلعم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا . رسالة في كي الحمصة . (٢١٤) رسالة في معنى بيتين رأت قمر السماء وذكرتني . وغير ذلك .

السوداني — عبدالغني بن محمد السوداني من قرن الثاني عشر له الدر المنظم في شرح السلم توفي سنة ١١٥١ .

الغنيمي — عبدالغني بن . . الغنيمي الميداني الحنفي صنف اللباب في شرح الكتاب اعني مختصر القدوري في الفروع فرغ منها في ٧ محرم سنة ١٢٦٨ . في مجلد طبع بالقسطنطينية ومات سنة ١٢٧٤ .

لواقح الأنوار القدسيّة
في
بيان العهود المحمّديّة

تأليف

سيّدي عبد الوهّاب الشّعراني

تقديم

الأستاذ محمّد علي الأدلبي

دار القلم العربي
بحلب

اسم الله عز وجل على موضع المرض والوجع ، ولا ندعو طبيبا إلا إذا لم يزل المرض بذكر اسم الله تعالى ، والعلة فى عدم زوال المرض بذكر اسم الله ضعف عقيدة المسمى لله عز وجل ، فلو قوى يقينه لاهتز الجبل العظيم عند ذكره اسم الله تعـالى ، كما وقع للفضيل بن عياض وسفيان الثورى حين طلعا جبل ثور : وقال الفضيل : إن من طاعة الله لعبده إذا أطاعه أن لو قال لهذا الجبل تحرك لتحرك فتحرك الجبل ، فقال له الفضيل اسكن لم أرد تحريكك إنما ضربتك مثلا .

وكان شيخى الشيخ أمين الدين إمام جامع الغمرى بمصر المحروسة إذا أقسم على شىء أن يتحرك تحرك .

ورأيته مرة قال للوح كان بعيدا عنه نحو ثلاثة أذرع أقسمت عليك بالله أن لاجئت فزحف اللوح وأنا أنظره حتى جاء إلى الشيخ .

فيحتاج من يريد العمل بهذا العهد إلى شيخ يسلك به حضرات التعظيم لله عز وجل لتنفعل الأشياء له بذكر اسم الله تعالى فإن الله عز وجل يعامل العبد بقدر ما عنده من تعظيمه :

وقد قال رجل لذى النون المصرى ياسيدى علمنى اسم الله الأعظم ، فقال له موبخا أرنى اسمه الأصغر حتى أعلمك الأكبر ثم قال للسائل : اعلم يا أخى أن أسماء الله كلها عظيمة فاصدق واطلب بها ما شئت يحصل :

وقد كان شخص من أولياء الله تعالى يبصق على اليد المقطوعة فيلصقها فاصق يد إنسان فقال بالله عليك تعلمنى ذلك فقال أقول بسم الله فقال ليس هذا هو فوقعت يده :

وقد كان معروف الكرخى يقول لأصحابه . إذا كان لكم إلى الله حاجة فأقسموا عليه به ولا تقسموا عليه به تعالى ، فقيل له فى ذلك فقال هؤلاء لايعرفون الله تعالى فلا يجيبهم ولو أنهم عرفوه لأجابهم اه .

وكذلك وقع لسيدى محمد الحنفى الشاذلى رحمه الله أنه كان يعدى من مصر إلى الروضة ماشيا على الماء هو وجماعته ، فكان يقول لهم قولوا ياحنفى وامشوا خلفى وإياكم أن تقولوا يا ألله تغرقوا ، فخالف شخص منهم وقال يا ألله فزلقت رجله فنزل إلى لحيته فى الماء ، فالتفت إليه الشيخ وقال : ياولدى إنك لا تعرف الله حتى تمشى باسمه تعالى على الماء فاصبر معى حتى أعرفك بعظمة الله تعالى ثم أسقط الوسائط :

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی آپ ان کی سیرت کا اتباع کیجئے

[القرآن الکریم]

تذکرہ صوفیائے میوات

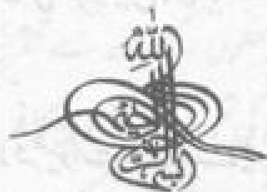
۱۹۶۷۹

اِسلامی ہند کی تاریخ کا بھولا ہوا ایک اہم باب

تالیف

محمد حبیب الرحمٰن خاں میواتی

مکتبہ مدنیہ
اُردو بازار ○ لاہور



پیش لفظ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرۃ سیّد نفیس الحُسینی صاحب مدّ ظلہ العالی
خلیفہ ارشد قطب الاقطاب حضرۃ مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ

"تذکرۂ صوفیائے میوات" ہمارے محترم دوست مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب میواتی کی تالیف ہے۔ مولانا موصوف تاریخ کے ایک بلند پایہ فاضل ہونے کے علاوہ ایک مستند عالمِ دین بھی ہیں گہوارۂ علوم دہلی میں انھوں نے تعلیم پائی۔ برِّ صغیر کے بلند پایہ عربی شاعر اور ہمارے مکرم و محترم دوست حضرۃ مولانا عبدالمنّان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز تلامذہ میں سے ہیں۔ ان کی یہ محنت و کوشش لائق صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم و عمل اور عمرِ عزیز میں برکت عطا فرمائے۔

"علاقۂ میوات" کی اسلامی تاریخ بہت پُرانی ہے۔ بڑے بڑے مشائخِ کرام و علماءِ دین اس سرزمین سے اُٹھے ہیں۔ زمانۂ حال ہیں تو اس علاقہ کی شہرت و ناموری کے سلسلے عالمگیر ہو چکے ہیں۔ بانیٔ سلسلۂ تبلیغ قطبِ زمانہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر میوات کی ہدایت کے لیے مامور فرمایا۔ جس کے نتیجے میں علاقۂ میوات میں رُشد و ہدایت کے چشمے جاری ہوئے۔ آج یہ علاقہ سلسلۂ تبلیغ میں سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ میواتی مبلّغین دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر اعلاءِ کلمۃ اللہ کا

حضرت شاہ نصراللہ نصرتی

ولادت :- ۱۰۷۷ھ ۱۶۶۶ء مہم، ضلع روہتک۔

وفات :- ۱۴؍رجب (سن نامعلوم)

مدفن :- مہم، ضلع رہتک۔

آپ مہم، ضلع کے مشہور تاریخی خاندان خانوادۂ صدیقی کے ایک اہم رکن ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں تولد ہوئے، ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء کے حوادث میں ایک مثنوی موسوم بہ 'جنون المجانین' کے علاوہ آپ سے متعلق تحریری مواد تمام غارت ہو گیا اصل کارنامے محو ہو چکے مگر خرق عادات واقعات کا ایک انبار رہ گیا ہے، عوام اسے ہی شان ولی الٰہی سمجھتے ہیں مثلاً :-

حضرت شاہ نصراللہؒ کے بھتیجے شاہ نجم اللہ دہلی کے قلعۂ معلیٰ میں کتاب دار یعنی شاہی کتب خانے کے ناظم تھے ایک روز شاہ نصراللہ اس کتب خانے میں تشریف لے گئے اور ایک کتاب طلب فرمائی، شاہ نجم اللہؒ نے کتابوں کی ایک گڈی پر چڑھ کر اوپر سے وہ کتاب اتار دی، اس گڈی میں کلام پاک کا ایک نسخہ بھی تھا، اس جسارت پر آپ نے سرزنش فرمائی، نوجوان شاہ نجم اللہ نے کہا: "اگر قرآن پر قرآن رکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے"- اس غرور، زہد و علم پر آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا، اور کہا کہ اگر تمہیں اپنے علم پر اس قدر ناز ہے تو آؤ اور قرآن کی پہلی سورت سناؤ، اس پر شاہ نجم اللہ اس قدر حواس باختہ ہوئے کہ بسم اللہ بھی بھول گئے، متصوفانہ زبان میں یوں کہئے کہ مرشد نے جو کچھ سکھایا وہ اپنے تصرف باطنی سے واپس لے لیا۔ بھتیجے سے کہا کہ تم اس منصب کے لائق نہیں، میرے ساتھ چلو۔

ایک روز ایک مرید ہم سفر تھا، راستہ میں دریا پڑا، شاہ نصر اللہ نے فرمایا: "میرا ہاتھ تھام لے اور نصر اللہ کا ورد کرتا چل"، عین منجدھار میں پہنچے تھے کہ مُرید نے پیر و مرشد کو اللہ کے نام کا ورد کرتے سُنا تو وہ بھی بجائے نصر اللہ کے 'اللہ اللہ' کہنے لگا، مگر فوراً ہی ڈبکیاں لینے لگا، آپ نے اسے بازو سے سہارا دیا اور فرمایا: "تجھے کیا معلوم کہ اللہ کیا ہے، تو نصر اللہ کہتا چل، اس نے نصر اللہ کا ورد شروع کر دیا اور دونوں دریا کو پار کر گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیا کرتے تھے..... آپ کی چچازاد بہن بی بی ساجدہ زوجۂ شاہ لطف اللہ سہ ہزاری و نائب گورنر لاہور، کئی روز تک اصرار کرتی رہی کہ زیارت کرائی جائے، ایک دن آپ نے فرمایا: اچھا تو لال جوڑا پہن کر خوشبو لگا لے، میں ابھی آیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں یہ خاتون سج دھج کر بیٹھ گئیں، آپ باہر سے ان کے خاوند شاہ لطف اللہ کو بلا لائے اور فرمایا: "لطف اللہ! تیری بیوی کا دل تجھ سے بھر گیا ہے، دیکھ یہ دوسر بیاہ کی تیاری کر رہی ہے"۔ ان الفاظ نے اس عفیفہ پر بجلی کا کام کیا، وہ رونے لگیں اور روتے روتے سو گئیں اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئیں۔ وغیرہ۔ مگر ایسے واقعات سے سیر و سوانح مرتب نہیں کی جا سکتی۔

اس سلسلے میں آپ کی فارسی مثنوی جنون المجانین سے آپ کے حالات و معتقدات کا کچھ علم ہوتا ہے[1]

مثنوی کی شہادت ہے کہ اس کے مصنف کا نام نصر اللہ اور تخلص نصرتی تھا، فنافی الرسول ہونے کے باعث اپنے آپ کو غلام احمد اور فانی فی اللہ ہونے کی حیثیت

---

[1] ص ۹۴ ماثر الاجداد

ملفوظات فقیہ الامت

ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب

گنگوہی نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند

دوم

مکتبہ دار الایمان

19 A.jpg

کہ وہ جنت میں جا رہے ہیں دروازہ پر دربان بیٹھا ہے اس دربان نے کہا کہ حساب تو دے کر جا۔ انھوں نے کہا کہ کا ہے کا حساب لے لنگوٹی ٹانگ کا یا پھٹے کپڑے کا یہ کہکر اندر چلے گئے۔

بیت اللہ کی دیوار پر سانپ

ارشاد فرمایا کہ بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر کا ارادہ کیا گیا اور حلال روپیہ اکٹھا کیا گیا بیت اللہ پر ایک بڑا سانپ تھا جو برابر اس کا طواف کرتا رہتا تھا اس کے متعلق تشویش تھی کہ جب اس کو گرایا جائے گا تو سانپ کا کیا ہوگا تو کوئی پرندہ آکر جھپٹ مار کر سانپ کو لے گیا۔

شاہ بھیکؒ

ارشاد فرمایا کہ ایک واقعہ لکھا ہے شاہ بھیکؒ کا جو خلیفہ ہیں شاہ ابوالمعالی کے وہ چلے جا رہے تھے دریا کے کنارے جب دریا کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک طالب علم بیٹھا ہے پوچھا کیا بات ہے تو کہا کہ اس پار جانا ہے تو شاہ بھیک نے کہا کہ میرے پیچھے چلو اور یہ کہتے ہوئے چلو یا بھیک یا بھیک اور خود کہتے چلے یا اللہ یا اللہ۔ درمیان سمندر میں چلکر اس طالب علم کو خیال آیا کہ خود تو کہہ رہے ہیں یا اللہ اور مجھ سے کہا کہ یا بھیک کہو انھوں نے بھی شروع کر دیا یا اللہ یا اللہ تو پیر لڑکھڑانے لگے تو شاہ بھیک نے کہا کہ کہو یا بھیک یا بھیک۔ پھر کہنے لگے یا بھیک بھیک کنارہ پر پہنچکر فرمایا کہ بھیک کو تو پہچانا نہیں اللہ کو کیا پہچانتے۔ اس واقعہ سے دونوں قسم کے لوگ استدلال کر لیتے ہیں دیوبندی بھی بریلوی بھی۔

شاہ جہاں کی سلطنت کے زوال کا سبب

ارشاد فرمایا کہ شاہ جہاں کو معلوم

اِمدادُ المُشتاق

الیٰ

اشرف الاخلاق

تصنیف و تالیف

حکیم الامت حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانویؒ

تذکرہ

حضرت الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

اسلامی کتب خانہ

جیسا کہ عارفین کرتے ہیں اور اس سے محض عبادت مقصود ہے کیونکہ دعا میں تذلل ہے اور تذلل ہے اور تذلل حق تعالیٰ کو محبوب ہے لہذا الدعاء مخ العبادۃ وارد ہوا ہے

(حاشیہ) قولہ دعائے عبادت اقول مراد عبدیت و تذلل یعنی محض اظہار عبدیت ہی مقصود ہو اور دوسرے اقسام میں جو دوسرے اوصاف ہیں وہ نہ ہوں ۱۲ منہ

(۴۳) ایک دن حضرت شاہ حاجی امام ادینؒ علیل ہوئے اور آہ آہ کرنے لگے حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب برادر حاجی صاحب کہ نسبت ارادت بھی حاجی صاحب سے رکھتے تھے عیادت کو آئے اور کہا آہ آہ کیوں کرتے ہو اللہ اللہ کرو انہوں نے کچھ خیال نہ کیا اور آہ میں مشغول رہے ایک دن اتفاقاً حضرت مفتی صاحب بھی اسی درد میں مبتلا ہوئے اور اللہ اللہ کرنے لگے اور آہ منہ سے نہ نکلا حضرت شاہ صاحب نے تشریف لا کر فرمایا کہ جب تک آہ نہ کرو گے صحت نہ ہوگی چنانچہ یہی ہوا کہ مرض ترقی کرتا گیا کسی طرح تخفیف نہ ہوئی۔ بالآخر مفتی صاحب نے آہ کرنا شروع کیا اور صحت حاصل ہوگئی۔ یہ مقام عبودیت تھا اور تذلل و عبدیت محبوب (خدا) کو محبوب ہے اور اسی میں رضا و تسلیم بھی مقصود ہے اور اللہ اللہ مقام الوہیت ہے (حاشیہ) قولہ اللہ اللہ مقام الوہیت ہے قول الوہیت سے مراد عروج اور عبودیت سے مراد نزول عارفین پہنچانتے ہیں کہ اس وقت مرض سے نزول مقصود ہے جب تک اس کے آثار کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ اس مقصد کے انتظار میں مرض زائل نہیں ہوتا ۱۲ منہ

(۴۴) فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں

اِمدادُ المُشتاق

الیٰ

اشرف الاخلاق

تصنیف و تالیف

حکیم الامت حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی

تذکرہ

حضرت الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

اسلامی کتب خانہ

بصورت لطف جیسے کفار پر ہے (اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو ہرگز یہ تمنا ہونا چاہیے کہ ہم بھی بڑے عہدے حاصل کریں ہم بھی فٹن پر سوار ہوں یہ فٹن نہیں ہے فتن ہے جس کا نام لوگوں نے ترقی رکھا ہے یہ فی الحقیقت قہر ہے جس کی صورت لطف کی ہے اور کبھی لطف ہوتا ہے بصورت قہر جیسے مقبولین کی مصائب اسی طرح اہل ایمان کی جو شکستگی اور پستی کی حالت ہے یہ لطف ہے گو صورت قہر ہے (پس اس شکستگی کو دل و جان سے اختیار کرنا چاہیے مولانا فرماتے ہیں۔

ناخوش تو خوش بود برجان من ‏ ‏ ‏ ‏ دل فدائے یار دل رنجان من

یعنی جو آپ کی طرف سے ناخوشی پیش آوے وہ میرے لئے پسندیدہ ہے میرا دل میرے یار دل رنجان پر فدا ہے دل رنجان سے معلوم ہوا کہ دل کو رنج ضرور ہوتا ہے اور ایسے ہی ناخوش سے بھی معلوم ہوا کہ مصیبت جو پیش آتی ہے وہ رنج وہ ہے لیکن چونکہ نسبت آپ کی طرف ہے اس لیے وہ مجھ کو خوش معلوم ہوتی ہے عارف کامل کی یہی شان ہوتی ہے کہ رنج کی بات سے اس کو رنج ہوتا ہے لیکن وہ اس سے راضی ہے اور اس سے کوئی تعجب نہ کرے کہ رنج اور رضا کیسے جمع ہو گئے دیکھو کریلوں کے اندر مرچیں بہت ڈالی جاویں تو ان کے کھاتے بھی ہیں اور سی سی بھی کرتے جاتے ہیں اور ناک اور آنکھوں سے پانی بہت بہتا جا رہا ہے اور مزہ بھی آ رہا ہے پس لذت اور کلفت دونوں جمع ہو سکتی ہیں تو وہ یار گو دل رنجان ہیں مگر وہ اپنے کمالات سے ایسے ہیں کہ دل ان پر فدا ہے۔ الحاصل کلفت دنیا میں ہو یا آخرت میں وہ مسلمانوں کے لیے رحمت ہے) (امثال عبرت ص ۱۱۴)

(۳۶۷) میں نے حضرت حاجی صاحبؒ سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ

جاتے تھے پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لیے شیخ بن گیا۔ف بزرگوں کا عجب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے ایک بزرگ کے پاس ایک کتا آنے جانے لگا اس کا نام انہوں نے کلوا رکھا تھا ایک مرتبہ وہ کتا کئی دن نہ آیا بزرگ رقیق القلب ہوتے ہی ہیں اس کتے سے بھی تعلق ہو گیا تھا دریافت فرمایا کہ کلوا کئی دن سے نہیں آیا انہوں نے تو ویسے ہی معمولی طور سے دریافت کیا تھا لیکن مریدین و معتقدین اس کی تحقیقات اور تلاش کے درپے ہو گئے دیکھا کہ ایک کتیا کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے ان لوگوں نے آ کر بھی کہہ دیا کہ وہ تو ایک کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے جب وہ کتا آیا تو ان بزرگ نے اس سے کہا کہ کیوں میاں تم بڑے نالائق ہو ہمارے پاس آتے جاتے ہو اور پھر بھی کتیا کے پیچھے پھرتے ہو یہ سن کر وہ کتا فوراً وہاں سے چلا گیا تھوڑی دیر میں دیکھا گیا کہ ایک موری میں سر دیئے ہوئے مرا ہوا پڑا ہے۔ دیکھئے جن کے فیوض جانوروں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے۔ ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے ہاں دھن ہونی چاہیے چاہے تھوڑی ہی ہو اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا جس کو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا۔ جب حق تعالیٰ کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی تو ہم پر کیوں نہ ہو گی (حسن العزیز ملفوظ نمبر ۲۵۷)

(۳۶۸) ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ نے دنیا و آخرت کی خوب مثال بیان فرمائی۔ فرمایا کہ دنیا و آخرت مثل شخص اور اس کے ظل کے ہیں کوئی سایہ کو پکڑنا چاہے ہاتھ نہیں آ سکتا اس کی یہی صورت ہے کہ اس شخص کو پکڑ لو کہ جس کا یہ سایہ ہے پھر دیکھو اگر تم اس سایہ کو دھکے بھی دو تب بھی نہ جائے گا اور یوں تو ساری عمر برباد کر دو گے کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اسی ظلیت سے ناشی ہے وہ واقعہ کہ سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ نیز اور لطیف المزاج بزرگ جو لطیف و لذیذ کھانے کھایا کرتے تھے اور نہایت نفیس لباس پہنا کرتے تھے مگر اس کا اہتمام نہ تھا خود بخود حق تعالیٰ دے تو انکار بھی نہ تھا ؏ ہرچہ

فتاویٰ رشیدیہ کامل

مبوّب بطرزِ جدید



مصنف:
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار ایسے کہ ان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو مضر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہٰذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت کے منجر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔ مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔ مگر ہاں جس کلام میں صاف کلمات کفر ہو اس کو نہ سننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو رد نہ کرے یہ مداہنت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر اللہ سے پناہ مانگنا

سوال: کتاب حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے۔ روی ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ من حدیث داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہ قال اذا کنت بواد تخاف فیہ الاسد فقل اعوذ بدانیال علیہ السلام وبالجب من شر الاسد[۱] حیوۃ الحیوان جلد اول صہ۶ در بیان اسد[۲] اور بعد چند سطور کے مرقوم ہے۔ فلما ابتلی دانیال علیہ السلام بالسباع اولا واخرا جعل اللہ تعالیٰ الاستعاذۃ بہ فی ذالک تمنع شر السباع التی لا تستطاع[۲]

---

[۱] ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں داود بن حصین کی روایت سے عکرمہ از ابن عباس کے ذریعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب تم کسی جنگل میں ہو اور اس میں جنگل کا خوف ہو تو یوں کہہ کر میں پناہ مانگتا ہوں دانیال کی اور کنویں کی شیر کی برائی سے (حیوۃ الحیوان در بیان اسد) صہ۶ چونکہ دانیال علیہ السلام اول و آخر درندوں سے آزمائش میں ڈالے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے پناہ مانگنے کو اس بارہ میں ایسا قرار دیا کہ ان درندوں کے شر کو منع کرے جن کے دفع کی طاقت نہ رکھے۔

یہ عمل پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس روایت کا کیا جواب ہے اور استعاذہ بغیر اللہ تعالیٰ جائز ہے یا منع اور منع ہے تو شرک ہے یا کیا۔

جواب:۔ اگر روایت حیوٰۃ الحیوان کی صحیح ہے تو وجہ یہ ہے کہ اس لفظ میں یہ اثر حق تعالیٰ نے رکھا ہے چنانچہ عبارت دوسری حیوٰۃ الحیوان کی اس پر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ نے استعاذہ بدانیال کو مانع شر سباع بنا دیا ہے اس سے خود ظاہر ہے کہ اس طرح کے کلام میں تاثیر رکھ دی ہے پس نہ حضرت دانیال وہاں موجود ہوتے ہیں نہ ان کو کچھ علم و خبر ہے نہ وہ دفع کرتے ہیں اس کلمہ کے اثر سے باذن تعالیٰ منع شر ہو جاتا ہے پس بایں معنی یہ معنی سمجھ کر وقت ضرورت کے پڑھنا اسکا مباح ہوا۔ کیونکہ ایسی حالت میں استعاذہ بذریعہ دانیال حق تعالیٰ سے ہے تو تقدیر کلام یہ ہے کہ اعوذ باللہ تعالیٰ بوجھتہ الدانیال[1] الخ اور اگر خود دانیال کو مفید عقیدہ کرے گا بدون تاویل تو یہاں بھی شرک ہوگا پس یہ عبارت اگرچہ موہم شرک ہے مگر بوجہ ضرورت اور ارتکاب مکروہ کے اباحت ہے جیسا توریہ اضطرار میں کرنا درست ہو جاتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

موہم شرک اشعار

سوال:۔ یہ مضمون شعراء سے

محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

خدا و مصطفےٰ کے کُنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے

وہی ہے ایک دریا اسکی موجیں دونوں عالم ہیں
غریق قلزم عرفاں ہو جب یہ ماجرا جانے

احد نے صورت احمد میں اپنا جلوہ دکھلایا
بھلا پھر کس طرح سے کوئی اسکا مرتبہ جانے

---

[1] میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دانیال کے توسط سے۔

جدید کمپیوٹر ایڈیشن



تفسیر

علامہ جلال الدین محلی و علامہ جلال الدین سیوطی

شرح

حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب

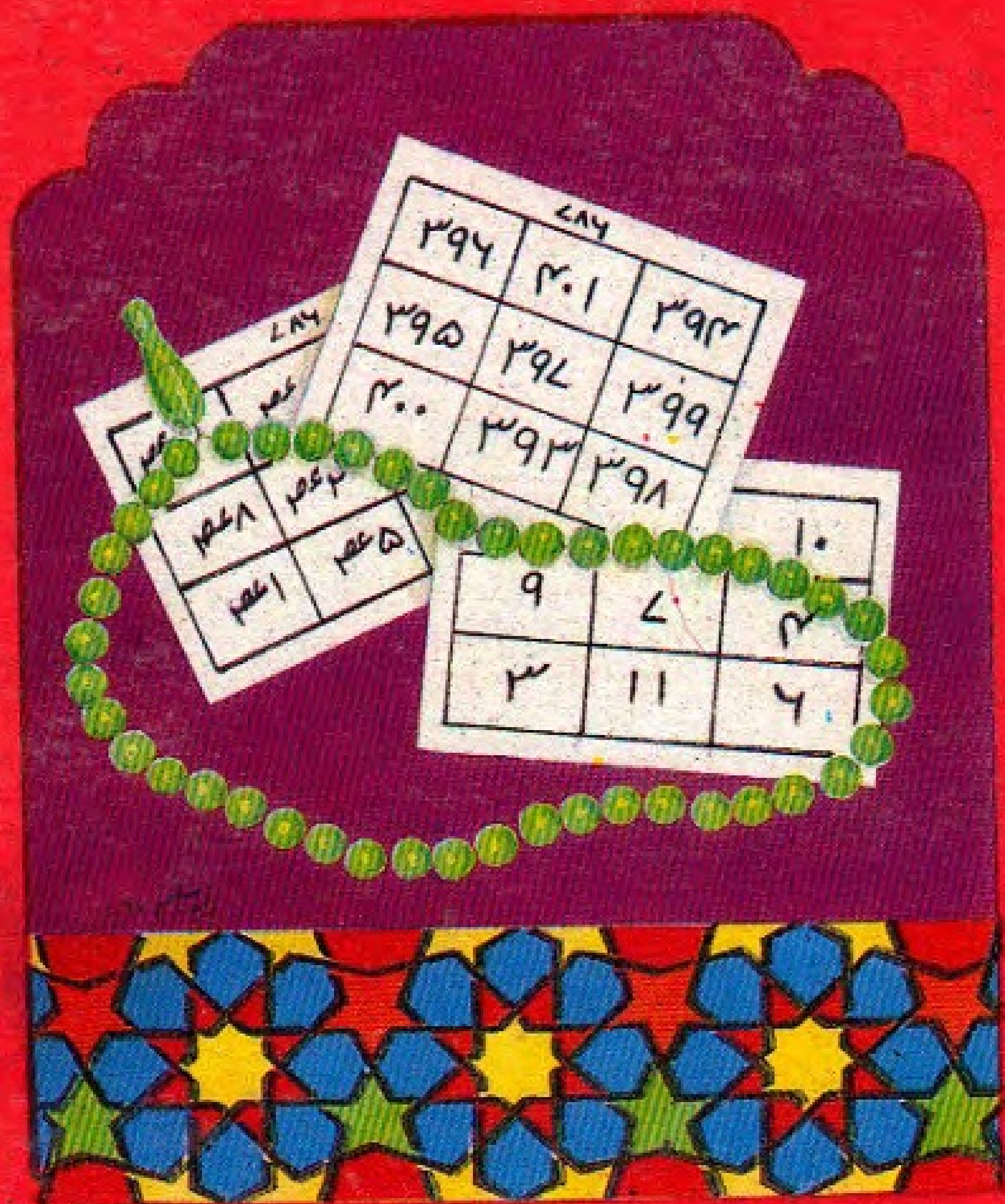
استاذ تفسیر دار العلوم دیوبند

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 021-32213768

لئے اس میں بڑی تسلی موجود ہے۔ تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ "و کلبھم باسط ذراعیه بالوصید" لکھ کر اگر کوئی اپنے پاس رکھے تو کتوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ لو اطلعت خفاجیؒ کہتے ہیں اگر یہ خطاب عام ہے تب تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر آنحضرتؐ مراد ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اصحاب کہف اب بھی اس حال میں موجود ہیں۔ حالانکہ بقول سہیلیؒ اس میں ابن عباسؓ کا خلاف ہے اور وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں اگرچہ ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے حضرات اس کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ سعید بن جبیر ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم جب حضرت معاویہؓ کے ساتھ روم کی لڑائی پر گئے تو حضرت معاویہؓ کہنے لگے کہ اگر موقعہ ہو تو اصحاب کہف کو دیکھیں؟ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم سے بہتر شخصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارا ۔ کہہ دیا گیا ہے تو تم کیسے ہمت کرتے ہو؟ لیکن حضرت معاویہؓ نے کچھ آدمیوں کو اس طرف بھیج کر دیکھنے کی ہدایت کی مگر جب وہ لوگ غار کے پاس پہنچے تو ایک زور سے ہوا کا تھپیڑا آیا جس سے یہ لوگ واپس ہونے پر مجبور ہو گئے یا گرم لو لگنے سے ہلاک ہو گئے قائل منھم ۔ رئیس اصحاب کہف مراد ہے جس کا نام مکسلمینا تھا۔ احد کم اس سے مراد یملیخا ہے۔ کم لبثتم صبح کو غار میں داخل ہونے اور شام کو جاگنے سے تو سمجھے کہ ایک ہی دن یا اس سے بھی کم گزرا ہے لیکن بال اور ناخن وغیرہ ہیت پر نظر ڈالی تو سمجھے کہ زیادہ مدت گزر گئی ہے۔ اسی کی نظیر واقعہ حضرت عزیرؑ میں آیت قال کم لبثت الخ میں گزر چکی ہے۔ الی المدینة اسلام سے پہلے اس شہر کا نام افسوس بضم الھمزہ وسکون الفاء تھا اور اسلام کے بعد طرطوس ہو گیا۔ ازکی طعاما مفسر علامؒ نے ای اطعمة سے اشارہ کر دیا کہ ایھا کی ضمیر بتقدیر المضاف ، مدینہ کی طرف راجع ہے۔ اور طعاما کو تمیز بنایا جائے تو ان کھانوں کی طرف بھی ضمیر راجع ہو سکتی ہے جو ان کے ذہن میں تھے چونکہ عام طور پر وہاں کے باشندے مجوسی تھے جو بتوں کے نام پر ذبیحہ کرتے تھے البتہ کچھ لوگ دین حق کو بھی پوشیدہ طریقہ سے مانتے تھے اس لئے بقول ابن عباسؓ ازکی کے معنی حلال کے ہیں اور مجاہدؒ کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ کسی بھی طریقہ سے وہ کھانا حرام اور ناجائز نہ ہو۔ ولیتلطف بلحاظ تعداد حروف کے یہ لفظ نصف القرآن ہے او یعیدو کم یا تو عود کے معنی محض صیرورت کے ہیں اور یا حقیقی معنی مراد ہوں کہ پہلے وہ نوجوان بھی اہل وطن کے طریقہ پر تھے بعد میں ایمان لائے ہوں گے اس لئے عود کہنا صحیح ہوا۔ ولن تفلحوا اس پر شبہ ہو سکتا ہے کہ اکراہ اور مجبوری کی حالت میں کوئی گرفت یا حرج نہیں ہونا چاہیئے؟ جواب یہ ہے کہ اس حالت میں مواخذہ نہ ہونا اسلامی شریعت کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حدیث رفع عن امتی الخطاء والنسیان اور آیت وما اکرھتنا علیه من السحر سے معلوم ہوتا ہے پس پہلی شریعتوں میں اس پر بھی گرفت ہوتی ہو گی۔ بطریق الخ قیاس اقنائی کے طریقہ پر یہ تقریر ہے۔ ربھم اعلم یہ کلام الٰہی ہے۔ یا کلام متنازعین ہے نجران یہ جگہ......... یمن اور حجاز کے درمیان پڑتی ہے۔ الا قلیل ابن عباسؓ کے قول کی تائید حضرت علیؓ کے ارشاد سے بھی ہو رہی ہے کہ اصحاب کہف سات ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) یملیخا (۲) مکسلمینا (۳) مشلینا (۴) مرنوش (۵) دبرنوش (۶) شاذنوش (۷) ساتویں کا نام کفشطیطوش یا کفیشططیوش ہے جو ایک چرواہا تھا نوجوانوں کے ساتھ ہو لیا تھا لیکن کاشفیؒ نے اس کا نام مرطوش اصح قرار دیا ہے۔ اور نیشاپوریؒ، ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب کہف کے نام لکھ کر تعویذ کے طریقہ پر استعمال کئے جائیں تو طلب اور فرار کے لئے مفید ہیں اور آگ بجھانے کے لئے کاغذ پر لکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور رونے والے بچے کے تکیہ کے نیچے لکھ کر رکھ دیئے جائیں اور کھیتی باڑی میں برکت کے لئے ایک کاغذ پر لکھ کر کھیت کے بیچ میں ایک لکڑی پر ٹانگ دیا جائے اور تیسرے روز کے بخار کے لئے یا دردسر کے لئے، اسی طرح خوشحالی یا عزت یا بادشاہ کے سامنے جانے کے لئے داہنی ران پر اور ولادت کی سہولت کے لئے بائیں ران پر باندھنا چاہیئے۔ مال کی حفاظت یا دریائی سفر میں سلامتی اور قتل سے بچاؤ کے لئے بھی تعویذ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ اصحاب کہف، امام مہدیؒ کے ساتھ مل کر آخر زمانہ میں جہاد

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل



مصنف

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مکتبہ رحمانیہ ۰ اردو بازار ۰ لاہور، فون ۲۳۱۷۸۸

وَاقْرَأْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ وَ كُلَّمَا مَرَرْتَ عَلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَّانْفِثْ فِیْهَا وَعَلِّقِ الْخَیْطَ فِیْ عُنُقِ الصَّبِیِّ یُعَافِهِ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِکَ الْمَرَضِ۔

سورہ رحمٰن پڑھ اور جے بار کہہ تو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور دھاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے، حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام دے گا۔

ناموں ہائے اصحاب کہف، برائے امان از غرق و آتش زرگی و غارت گری و دزدی۔

وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَسْمَاءُ اَصْحٰبِ الْکَهْفِ اَمَانٌ مِّنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالنَّهَبِ وَ السَّرَقِ۔

اور سنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے، الٰہی سے آخر تک دعا کرے۔

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ یَمْلِیْخَا مَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوْطَطْ اَذْرَفَطْیُوْنُسْ کَشَافَطْیُوْنُسْ، تَبْیُوْنُسْ بُوَانِسْ بُوْسْ وَکَلْبُهُمْ قِطْمِیْرُ وَ عَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ۔

برائے حاجت روائی

وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اِذَا اعْتَرَضَتْ لَکَ حَاجَةٌ

اور سنا میں نے حضرت والدؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرماتے

كتاب
عمل اليوم والليلة

تأليف

الحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الدينوري

المعروف بابن السني

المتوفى سنة ٣٦٤ هـ

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

بشير محمد عيون

الناشر

مكتبة دار البيان

ص.ب ٢٨٥٤ - دمشق

التوزيع

مكتبة المؤيد

ص.ب: ١٠ - الطائف

عمل اليوم والليلة

مكتبة دار البيان

بريدة، عن أبيه ، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه قال : قال رسول الله ﷺ :
« إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلاَةٍ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسوا ، فَإِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الأَرْضِ حَاضِراً سَيَحْبِسُهُ » .

٣٠٧ ـ باب ما يقول إذا عثرت دابته

٥٠٩ ـ أخبرنا أبو عبد الرحمن ، حدثنا عثمان بن عبد الله ، ثنا أحمد بن عبدة ، ثنا محمد بن حمران القيسي ، ثنا خالد الحذاء عن أبي تميمة ، عن أبي المليح ، عن أبيه وهو أسامة بن عمير رضي الله عنه ، قال : كنت ردف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا ، فقلت : تعس الشيطان ، فقال لي رسول الله ﷺ :
« لاَ تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ ، فَإِنَّهُ يَعْظُمُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ البَيْتِ وَيَقُوْلُ بِقُوَّتِي ، لَكِنْ قُلْ : بِسْمِ اللَّهِ ، فَإِنَّهُ يَصْغُرُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ الذُّبَابِ » .

٣٠٨ ـ باب ما يقول على الدابة الصعبة

٥١٠ ـ أخبرنا أبو الليث نصر بن القاسم ، حدثنا عبيد الله بن عمر

---

٥٠٩ ـ رواه أحمد في « المسند » ٥/٥٩ وأبو داود رقم (٤٩٨٢) في الأدب : باب رقم ٧٧ ، قال الهيثمي في « المجمع » ١٠/١٣٢ : رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح ، غير محمد ابن حمران وهو ثقة ، وقال الألباني في « تخريج الكلم » رقم (٢٣٧) : أخرجه أبو داود بسند صحيح وجهالة الصحابي لا تضر ، على أن ابن السني رواه بسند لا بأس فيه عن أبي المليح عن أبيه ، وأبوه صحابي اسمه أسامة ، وهكذا رواه النسائي ، في « عمل اليوم والليلة » (٥٥٤ ـ ٥٥٦) ، وابن مردويه في تفسيره ورواه الإمام أحمد. انظر « تخريج الكلم » رقم (٢٣٧) .

٥١٠ ـ قال الحافظ في « تخريج الأذكار » ٥/١٥٢ : هو خبر مقطوع ، ورواية عن المنهال بن عيسى ، قال أبو حاتم : مجهول ، وقد وجدته عن أعلى عن يونس ، أخرجه الثعلبي في « التفسير » بسند من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس .

«قرأت المسانيد، كمسند العدني ومسند أحمد بن منيع،
وهي كالأنهار، ومسند أبي يعلى كالبحر يكون مجتمع الأنهار»

الحافظ إسماعيل بن محمد بن الفضل التميمي

مسند أبي يعلى الموصلي

الإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي

(٢١٠ - ٣٠٧هـ)

حققه وخرج أحاديثه

حسين سليم أسد

دار المأمون للتراث

دمشق - ص.ب ٤٩٧١ - بيروت - ص.ب ١١٣/٦٤٣٣

٣٠٣ - (٥٢٦٩) حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق، حدثنا معروف بن حسان، عن سعيد، عن قتادة، عن ابن بُرَيْدة،

عَنْ عَبْدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «**إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلاةٍ فَلْيُنادِ: يَا عِبَادَ الله احْبِسُوا! يَا عِبَادَ الله احْبِسُوا! فَإِنَّ لِلهِ حَاضِراً فِي الأَرْضِ سَيَحْبِسُهُ**»(١).

٣٠٤ - (٥٢٧٠) حدثنا الأخنسي أحمد بن عمران، حدثنا محمد بن فضيل وسمعته يقول: حدثنا إبراهيم الهجري، عن أبي الأحوص،

عَنْ عَبْدِ الله، عَنْ رَسُولِ الله ﷺ قَالَ: «**إِنَّ الله وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ، فَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ**»(٢).

= وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ٩/٢٨٩ باب: ما جاء في عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، وقال: «رواه الطبراني، وأبو يعلىٰ، وإسناده ضعيف».

(١) إسناد ضعيف لضعف معروف ابن حسان، قال أبو حاتم: «مجهول»، وقال ابن عدي: «منكر الحديث» وابن بريدة هو عبد الله. وقد تحرف عند ابن السني إلى «أبي بردة، عن أبيه».

وأخرجه ابن السني في «عمل اليوم والليلة» برقم (٥٠٨) من طريق أبي يعلىٰ هذه.

وذكره الهيثمي في «مجمع الزوائد» ١٠/٢٣٢ باب: ما يقول إذا انفلتت دابته، وقال: «رواه أبو يعلىٰ، والطبراني - وزاد: سيحبسه عليكم - وفيه معروف بن حسان، وهو ضعيف».

وذكره ابن حجر في «المطالب العالية» ٣/٢٣٩ برقم (٣٣٧٥) وعزاه إلى أبي يعلىٰ. ونقل الشيخ حبيب الرحمن قول البوصيري: «فيه معروف بن حسان وهو ضعيف».

(٢) إسناده ضعيف لضعف إبراهيم بن مسلم الهجري. وأما أحمد بن =

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ - ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء العاشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت: ٨٦٤٢٢٤٠

طلحة الجحدري ثنا ابن لهيعة عن عبيدالله بن ابي جعفر عن ابي عبدالرحمن الحبلي عن عبدالله بن مسعود قال قلت يا رسول الله اي الظلم أعظم ؟ قال : « ذراع من الارض ينقصه المؤمن من حق اخيه ليست حصاه احدهما الا طوقها يوم القيامة » .

١٠٥١٧ ـ حدثنا عبدان بن احمد ثنا خليفة بن خياط وماهر بن نوح قالا ثنا المفضل بن معروف ثنا عون بن ابي راشد عن عبدالرحمن بن عبد رب الكعبة عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ان اول هذه الامة خيارهم واخرهم شرارهم مختلفين متفرقين فمن كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليأته منيته وهو يأتي الى الناس ما يحب ان يؤتى اليه » .

١٠٥١٨ ـ حدثنا ابراهيم بن نائلة الاصبهاني ثنا الحسن بن عمر بن شقيق ثنا معروف بن حسان السمرقندي عن سعيد بن ابي عروبة عن قتادة عن عبدالله بن بريدة عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا علي ، فان لله في الارض حاضرا سيحبسه عليكم » .

١٠٥١٧ ـ قال في المجمع ٨/١٨٤ وفيه المفضل بن معروف ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات .

١٠٥١٨ ـ ورواه ابو يعلى ٢/٢٤٤ وعنه ابن السني الا انه عند ابن السني عن ابن بردة عن ابيه وهو خطأ من النساخ . قال في المجمع ١٠/١٣٢ وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف . ثم فيه انقطاع بين ابن بريدة وابن مسعود كما قال الحافظ ابن حجر . وانظر سلسلة الضعيفة ٢/١٠٨ ـ ١٠٩ لشيخنا محمد ناصر الدين الالباني .

الجزء العاشر

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى سنة ٨٠٧
بتحرير الحافظين الجليلين: العراقي وابن حجر

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

يسم الله تصاغرت إليه نفسه حتى يكون أصغر من ذباب . رواه أحمدبأسانيد ورجالها كلها رجال الصحيح . وعن أبي المليح بن أسامة عن أبيه قال كنت رديف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا فقلت تعس الشيطان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتقل تعس الشيطان فانه يعظم حتى يصير مثل البيت ويقول بقوتي ولكن قل بسم الله فانه يصير مثل الذباب . رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن حمران وهو ثقة .

﴿ باب مايقول إذا ركب البحر ﴾

عن الحسين بن علي قال قال رسول الله ﷺ أمان أمتي من الغرق إذا ركبوا البحر أن يقولوا (بسم الله مجريها (١) ومرساها إن ربي لغفور رحيم) (وماقدروا الله حق قدره) الآية . رواه أبو يعلى عن شيخه جبارة بن مغلس وهو ضعيف . وعن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أمان أمتي من الغرق إذا ركبوا السفن أو البحر أن يقولوا بسم الله الملك (وماقدروا الله حق قدره والأرض جميعاً قبضته يوم القيامة والسموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون) (بسم الله مجريها ومرساها ان ربي لغفور رحيم) . رواه الطبراني في الأوسط والكبير وفيه نهشل بن سعيد وهو متروك .

﴿ باب مايقول إذا انفلتت دابته أو أراد غوثا أو أضل شيئا ﴾

عن عتبة بن غزوان عن نبي الله ﷺ قال إذا أضل أحدكم شيئاً أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها أنيس فليقل ياعباد الله أعينوني (٢) فان لله عباداً لانراهم ، وقد جرب ذلك . رواه الطبراني ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم إلا أن يزيد بن علي لم يدرك عتبة . وعن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون مايسقط من ورق الشجر فاذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله . رواه الطبراني (٣) ورجاله ثقات . وعن عبد الله ابن مسعود أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد ياعباد الله احبسوا ياعباد الله احبسوا فان لله حاضراً في الأرض سيحبسه . رواه أبو يعلى والطبراني وزاد سيحبسه عليكم ، وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف .

---

(١) هكذا قراءة حفص ، وفي الأصل « مجراها » .

(٢) في نسخة « أغيثوني » . (٣) في نسخة « البزار » .

[illegible] حصين
من [illegible] ملا علي
تصنيف
قاري
الحرز الثمين للحصن الحصين

من ملك هذا الكتاب [illegible]
عبد الهادي بمكة الكرمة
بالشراء [illegible] السيد [illegible]
الأمير مظفر ١٢٩٦



٣١

وفي الملتقط المتوكل كل مسلم فعل رسوم
الجاهلية فان اعتقد بكفره تبين
امرأته عرض الاسلام فان اسلم
والا قتل واذا اسلم جدد النكاح

اعلم ان الغناء عند ابي حنيفة واصحابه
رحمهم الله هو حرام مطلقا بالتفصيل
حنيه ١٢

ردها يا عباد الله المراد بهم الملائكة او المسلمون من الجن او رجال الغيب
المسمون بالابدال (د) اي رواه البزار عن ابن عباس وروى ابن السني عن ابن مسعود
مرفوعا اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا
فان لله تعالى عبادا في الارض تحبسه قلت حكى لي بعض شيوخنا الكبار
في العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث فقاله فحبسها الله
عليهم في الحال وكنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منا بهيمة وعجزوا عنها
فقلته فوقفت في الحال بغير سبب سوى هذا الكلام ذكره النووي في الاذكار
رحمكم الله (مو مص) اي روى ابن ابي شيبة هذه الزيادة موقوفا
من قول ابن عباس وان اراد اي في سفر او حضر وان اراد عونا اي نصرا واعانة
او معينا ومغيثا فليقل يا عباد الله اغيثوني يا عباد الله اغيثوني
يا عباد الله اغيثوني اي يكررها ثلاثا (ط) اي رواه الطبراني عن زيد بن
علي عن عتبة بن غزوان عن نبي الله صلى الله عليه وسلم انه قال اذا ضل
احدكم شيئا او اراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله
اغيثوني يا عباد الله اغيثوني فان لله عبادا لا تراهم وقد جرب ذلك
اي وجد لك مجرب محقق (ط) اي رواه الطبراني من حديث عتبة بن غزوان
ايضا قال بعض العلماء الثقات حديث حسن يحتاج اليه المسافرون وروي
عن المشايخ انه مجرب قرن به النجح ذكره ميرك واذا اشرف اي اطلع على مكان
مرتفع اي عال قال اللهم لك الشرف اي العلو على كل شرف اي عال
(اي لك الطوع على كل حال)
ولك الحمد على كل حال (ا ص ى) اي رواه احمد وابو يعلى وابن السني
عن انس واذا اراد اي كذا في اصل الاصيل واكثر الاصول وفي اصل الجلال واذا
اراد بلدا وبلام العهد قوله يريد دخولها ولعله يريد التاكيد ذيلا يعم

الثاني

كتاب الفتاوى الحديثية
للشيخ احمد ابن حجر الهيتمي
رحمة الله تعالى
عليه امين
يا رب
العالمين

من منن الله تعالى على عبده الفاني محمد ابو السعادات نجل السيد حسين سليم مفتي يافا الداخل بالشراء الشرعي من تركة شيخنا محي الدين افندي العلمي سنة ١٢٩٠ بثمن قدره اغروش ١٥٥

فائدة في كيفية الوصية

ذكر العلامة الشهير بابن عابدين في كتابه المسمى بشفاء العليل وبل الغليل في حكم الوصية في الختمات والتهاليل قال في آخر كتابه المذكور تنبيه وبما تقرر مع ما مر علم كيفية ترتيب الوصية لمن اراد ان يوصي فيجب عليه تقديم الاهم فالاهم فيقدم حقوق العباد التي لا شاهد بها فان حقوق العبد مقدمة لاحتياجه واستغناء الله تعالى ثم يوصي باخراج زكاة ماله او ما تبقى عليه منها وبالحج الفرض ان لم يكن حج ويكفارة دم كل يمين حنث فيها ويجب دفع كل كفارة لعشرة ولا يكفي دفع كفارات متعددة او كفارة واحدة لاقل وبقية الكفارات المذكورة ان كان عليه شيء منها مع مراعاة العدد في مصرفها كما علمت وبالنذور وبفدية الصيام والصلاة ويكفي دفعها للواحد وبما في ذمته من الاضاحي وصدقات الفطر ونحو ذلك فهذا كله اذا ترك شيئا منه يكون آثما ويموت عاصيا ويستوجب النار ان لم يعف عنه الغفار ثم ان لم يكن عليه شيء من ذلك او كان وفعله او اوصى به يستحب له ان يوصي بأن يحج عنه نفلا فانه افضل من الصدقة كما قدمناه وبشراء رقبة تعتق عنه وشاة تضحى عنه وبفدية صلاة وصيام وكفارات ايمان ونحوها احتياطا لاحتمال تقصيره في شيء من ذلك وكذا بشيء معين يخرج عنه على نية الزكاة لما قلناه يوصي ايضا لفقراء ارحامه ثم بعدهم لفقراء جيرانه ثم لاهل حرفته ثم اهل بلده ثم للفقراء من غيرهم وينبغي ان يتفقد ذوي الهيئات والمروءة من الفقراء وذوي العلم والصلاح ومن له حق عليه من تربية او تعليم او نحو ذلك ليكون ذلك شكرا له على صنيعه ايضا فهو مما يؤجر به وان يتفقد مسجد محلته او غيرها لعله يحتاج الى مرمة ونحوها وان يوصي بشيء لعمارة طريق او سبيل او تجهيز غاز او ابن سبيل او فك اسير او غارم او نحو ذلك فكل ذلك او معظمه قد انعقد اجماع المسلمين على جزيل ثوابه ولو اوردنا ما فيه من الاحاديث والاخبار لخرجنا عن المقصود وان يوصي اهله بالتقوى والصبر

الولي وانما ماعليه بما يكون سببا للمريد له او صلاح لغيره
سئل نفع الله به ماعدة رجال الغيب وما الدليل على
وجودهم فاجاب بقوله رجال الغيب سموا بذلك
لعدم معرفة اكثر الناس لهم راسهم القطب الغوث الفرد
الجامع جعله الله دائرا في الافاق الاربعة اركان الدنيا
كدوران الفلك في افق السما وقد ستر الله احواله عن
الخاصة والعامة غيرة عليه غير انه يرى عالما كجاهل
وابله كفطن وتاركا اخذا قريبا بعيدا سهلا عسرا امنا
حذرا ومكانته من الاوليا كالنقطة من الدائرة التي
مركزها به يقع صلاح العالم والاوتاد وهم اربعة لا يطلع
عليهم الا الخاصة واحد باليمن وواحد بالشام وواحد
بالمشرق وواحد بالمغرب والابدال وهم سبعة على الاصح
وقيل ثلاثون وقيل اربعة عشر كذا قاله اليافعي ويأتي
حديث انهم اربعون وحديث انهم ثلاثون وكلاهما
يعكر على قوله الاصح انهم سبعة والنقبا وهم اربعون
والنجبا وهم ثلثمائة فاذا مات القطب ابدل بخيار الاربعة
او احد الاربعة ابدل بخيار السبعة او احد السبعة ابدل
بخيار الاربعين او احد الاربعين ابدل بخيار الثلثمائة
او احد الثلثمائة ابدل بخير الصالحين فاذا اراد الله
قيام الساعة اماتهم اجمعين وذلك ان الله يدافع
عن عباده البلا بهم وينزل قطر السما بهم وروى
بعضهم عن الخضر انه قال ثلثمائة هم الاوليا
وسبعون هم النجبا واربعون هم اوتاد الارض وعشرة
هم النقبا وسبعة هم العرفا وثلثة هم المختارون
وواحد هو الغوث وجاء عن علي كرم الله وجهه انه

قال

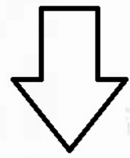
قرآن وحدیث کی دعاؤں پر مشتمل بہترین کتاب

حِصنِ حصین

امام محمد بن محمد الجزری ؒ

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری دامت برکاتہم

خزینۂ علم وادب



جب جانور بھاگ جائے

(۱) تو یوں آواز دے۔

اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ　　اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اللہ تم پر رحم کرے۔

(بزاز عن ابن عباس رضی اللہ عنہم)

لفظ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ابن ابی شیبہ میں زیادہ ہے جو ابن عباسؓ پر موقوف ہے۔

(۲) بعض روایات میں یوں ہے کہ جب مدد کا ارادہ کرے (خواہ کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو) تو یوں پکارے۔

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ۔　　اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

طبرانی فی الکبیر عن زید بن علیؓ)

اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے (جب کبھی حیرانی کے موقعہ پر کسی نے اس طرح کی آواز

لہ یہ ندا ان لوگوں کو ہے جو وہاں موجود ہوں جن کا علم مسافر کو نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو جانتا ہے۔ معجم طبرانی میں ایک روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں جو اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں۔ درختوں کے جو پتے گرتے ہیں ان کو لکھتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کسی کو بیابان سرزمین میں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اسطرح آواز دے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ (یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ندا ان فرشتوں کو ہے جو وہاں موجود ہوتے ہیں اور ندائے غیب نہیں ہے پس اولیاء اللہ یا اموات کو ندا دینے کے جواز پر جو لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں وہ غلط ہے۔

وعن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان اللّٰہ ملٰئکۃً فی الارض سوی الحفظۃ یکتبون ما یسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجۃ بارض فلاۃ فلیناد اعینوا عباد اللّٰہ (رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲) ۱۲

لگائی تو اللہ کا کوئی بندہ ضرور ظاہر ہو گیا) (طبرانی فی الکبیر)

اور جب بلند جگہ پر چڑھے تو یہ پڑھے

(۱) اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ط

اے اللہ تو ہی ہر بلندی سے اونچا ہے اور ہر حال میں تیرا شکر ہے۔

(احمد، ابو یعلی، ابن السنی، عن انس رض)

جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے

(۱) اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔

نسائی، ابن حبان، حاکم، عن صہیب رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو آسمانوں کے نیچے ہیں اور جو ساتوں زمینوں کا اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو ان کے اوپر ہیں اور جو شیطانوں کا اور ان سب کا رب ہے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور جو ہواؤں کا اور ان چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے سو ہم تجھ سے اس آبادی کی اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اس کی آبادی کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو اس کے اندر ہیں۔

(۲) اور بعض روایات میں اس موقعہ کے لئے یہ الفاظ آتے ہیں۔

اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔

میں تجھ سے اس بستی کی اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور یہ بستی اور جو اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(طبرانی عن لبابہ بن ابی رفاعہ بن المنذر الانصاری رض)

حلية الأبرار وشعار الأخيار

في

تلخيص الدَّعوات والأذكار المستحبّة في اللَّيل والنَّهار

المعروف بـ

الأذكار

النوويّة

تأليف

الإمام الفقيه المحدث محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي

ولد سنة ٦٣١ هـ وتوفي سنة ٦٧٦ هـ

رحمه الله تعالى

حقق نصوصه وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

عبد القادر الأرناؤوط

طبعة خاصة

للدكتور محمد فيّاض الباوردي

بالاشتراك مع

دار الملّاح للطباعة والنشر

قفل من الحجّ والعمرة ، قال الراوي : ولا أعلمه إلا قال: الغزو ، كلما أوفى على ثنيةٍ أو فَدْفَد كبّر ثلاثاً ثم قال : لا إلـهَ إلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاشريكَ لَهُ ، لَهُ المُلْكُ ، ولَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ على كُلّ شيْءٍ قَديرٌ ، آيِبُونَ تائِبُونَ عابِدُونَ ، ساجِدُونَ ، لِربّنا حامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ ، ونَصَرَ عَبْدَهُ ، وَهَزَمَ الأحْزابَ وَحْدَهُ » هذا لفظ رواية البخاري، ورواية مسلم مثله، إلا أنه ليس فيها « ولا أعلمه إلا قال الغزو » وفيها « إذا قفل من الجيوش أو السرايا أو الحج أو العمرة » .

قلت : قوله : أوفى : أي ارتفع ، وقوله : فدفد ، هو بفتح الفاءين بينهما دال مهملة ساكنة وآخره دال أخرى: وهو الغليظ المرتفع من الأرض ، وقيل: الفلاة التي لاشيء فيها ، وقيل : غليظ الأرض ذات الحصى ، وقيل : الجَلَد من الأرض في ارتفاع .

وروينا في « صحيحيهما » عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال : « كنا مع النبيّ ﷺ ، فكنا إذا أشرفنا على وادٍ هلّلنا وكبّرنا وارتفعت أصواتنا ، فقال النبيُّ ﷺ : « يا أيُّها النَّاسُ ارْبَعُوا على أنْفُسِكُمْ ، فإنَّكُمْ لا تَدْعُونَ أصَمَّ وَلا غائِباً ، إنَّهُ مَعَكُمْ ، إنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ » .

قلت : اربعوا بفتح الباء الموحدة ، معناه : ارفقوا بأنفسكم .

وروينا في كتاب الترمذي الحديث المتقدّم في باب استحباب طلبه الوصية، أن رسول الله ﷺ قال : « عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللهِ تَعالى ، والتَّكْبِيرِ على كُلّ شَرَفٍ » .

وروينا في كتاب ابن السني عن أنس رضي الله عنه قال : كان النبيُّ ﷺ إذا علا شرفا من الأرض قال : « اللَّهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ على كُلّ شَرَفٍ ، وَلَكَ الحَمْدُ على كُلّ حالٍ » .(١)

(باب النهي عن المبالغة في رفع الصوت بالتكبير ونحوه)

فيه حديث أبي موسى في الباب المتقدم .

(باب استحباب الحداء للسرعة في السير وتنشيط النفوس وترويحها وتسهيل السير عليها)

فيه أحاديث كثيرة مشهورة .

(باب ما يقول إذا انفلتت دابته)

روينا في كتاب ابن السني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال : « إذا انفَلَتَتْ دابَّةُ أحَدِكُمْ بأرْضٍ فَلاةٍ فَلْيُنادِ : يا عِبادَ اللهِ احْبِسُوا ، يا عِبادَ اللهِ

(١) قال ابن علان في « شرح الأذكار » : قال الحافظ : حديث غريب ، أخرجه أحمد عن عمارة بن زاذان ، وأخرجه ابن السني من وجه آخر عن عمارة ، وهو ضعيف .

احْبِسُوا ، فإنَّ لِلهِ عزَّ وجَلَّ في الأرضِ حاضِراً سَيَحْبِسُه »(١) قلت : حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنه انفلتت له دابة أظنها بغلة ، وكان يعرف هذا الحديث ، فقاله، فحبسها الله عليهم في الحال . وكنت أنا مرّةً مع جماعة ، فانفلتت منها بهيمة وعجزوا عنها ، فقلته ، فوقفت في الحال بغير سبب سوى هذا الكلام .

(باب ما يقوله على الدابة الصعبة)

رويناه في كتاب ابن السني عن السيد الجليل المجمع على جلالته وحفظه وديانته وورعه ونزاهته وبراعته أبي عبد الله يونس بن عبيد دينار البصري التابعي المشهور رحمه الله قال : ليس رجل يكون على دابة صعبة فيقول في أذنها : (أفَغَيْرَ دِينِ اللهِ يَبْغُونَ ، ولهُ أسْلَمَ مَنْ في السَّمَواتِ والأرْضِ طَوْعاً وكَرهاً وَإليْهِ يُرْجَعونَ) [آل عمران:٨٣] إلا وقفت بإذن الله تعالى(٢).

(باب ما يقوله إذا رأى قرية يريد دخولها أو لايريده)

روينا في « سنن النسائي » وكتاب ابن السني عن صهيب رضي الله عنه « أن النبي ﷺ لم ير قرية يريد دخولها إلا قال حين يراها : اللَّهُمَّ رَبَّ السمَواتِ السَّبْعِ وما أظْلَلْنَ ، والأرضينَ السَّبْعِ وما أقْلَلْنَ ، وَرَبَّ الشَّياطينِ وما أضْلَلْنَ ، وَرَبَّ الرياحِ وما ذَرَيْنَ ، أسألُكَ خَيْرَ هَذِهِ القَرْيَةِ وخَيْرَ أهْلِهـا وخَيْرَ ما فيهـا ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّها وشَرِّ أهْلِها وَشَرِّ ما فِيها »(٣) .

وروينا في كتاب ابن السني عن عائشة رضي الله عنها قالت : « كان رسول الله ﷺ إذا أشرف على أرض يريد دخولها قال : اللَّهُمَّ إني أسألُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ وخَيْرِ ما جَمَعْتَ فيها

---

(١) وفي سنده ضعف وانقطاع ، قال ابن علان في « شرح الاذكار » : قال الحافظ : حديث غريب ، أخرجه ابن السني والطبراني ، وفي السند انقطاع بين ابن بريدة وابن مسعود ، وقد جاء بمعناه حديث آخر اخرجه الطبراني بسند منقطع ايضاً عن عتبة بن غزوان عن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال: «إذا ضل أحدكم، أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها إنس فليقل : ياعباد الله أعينوني ثلاثاً، فان لله عباداً لايرام» قال الحافظ : والحديث عتبة شاهد من حديث ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال : « إن لله ملائكة في الارض سوى الحفظة يكتبون مايسقط من ورق الشجر ، فاذا أصابت أحدكم عرجة بأرض فلاة ، فليناد : ياعباد الله أعينوني ، وقال الحافظ : هذا حديث حسن الاسناد غريب جداً ، اخرجه البزار وقال : لا نعلمه يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا اللفظ إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد .

(٢) قال ابن علان : قال الحافظ : هو خبر مقطوع ، وراويه عنه المنهال يعني ابن عيسى ، قال أبو حاتم : هو مجهول ، قال الحافظ : وقد وجدته عن اعلى من يونس ، أخرجه البيهقي في التفسير بسنده من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : إذا استعصت دابة أحدكم ، أو كانت شموصاً فليقرأ في أذنها (أفغير دين الله يبغون) إلى (ترجعون) .

(٣) وهو حديث حسن ، حسنه الحافظ وغيره .

نزل الأبرار

بالعلم المأثور

من

الأدعية والأذكار

لعلامة الزمان * بدر العلم والفضل والعرفان * المقتفى اثر الائمة المجتهدين *
الشاد بتآليفه ازر هذا الدين * الجدير بان تشد اليه الرحال * وتضرب
آباط الابل لاخذ العلم عنه فى كل حال * البحر الذى ليس له
ساحل * الحبر الذى عنده قس البلاغة باقل * من اشتهر
بالمجد والفخار * اشتهار الشمس فى رابعة النهار * الامام
الهمام الملك الجليل المعظم المفضال * عالى الجاه بهادر
حضرة سيدنا السيد محمد صديق حسن
خان ملك بهوپال *

الطبعة الثانية

الناشر
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

باب استحباب الحداء للسرعة في السير وتنشيط النفوس وترويحها وتسهيل السير عليها

قال النووى رحمه الله فيه احاديث كثيرة مشهورة انتهى قال الشاعر

* كم من قلوب رقاق اثر عيسهم * يا حادى العيس رفقا بالقوارير *

باب ما يقول اذا انفلتت دابته

عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا يا عباد الله احبسوا فان لله عز وجل فى الارض حاضرا يحبسه رواه السنى واخرجه البزار وابو يعلى والطبرانى قال فى مجمع الزوائد فيه معروف ابن حسان وهو ضعيف قال فى شرح العدة قال النووى فى الاذكار بعد ان روى هذا الحديث عن كتاب ابن السنى قلت حكى لى بعض شيوخنا الكبار فى العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث فقاله فحبسها الله عليه فى الحال وكنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منا بهيمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فى الحال بغير سبب سوى هذا الكلام انتهى ما فى شرح العدة قلت وقد اتفق لى مثل ذلك وقد كنت فى سفر من قنوج الى بهوپال فانفلتت فرس لنا فطلبوه فلم يقدروا عليه فقلت هذا الكلام وكنت اعرفه من الحصن الحصين فحبس الله الفرس فى الحال ووقف من غير احتيال ولله الحمد

باب ما يقول اذا اراد عونا

عن عتبة بن غزوان عن نبى الله صلى الله عليه وسلم قال اذا ضل احدكم شيئا او اراد احدكم عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اعينونى يا عباد الله اعينونى يا عباد الله اعينونى فان لله عبادا لا يراهم الرائى اخرجه الطبرانى فى الكبير قال فى مجمع ورجاله وثقوا على ضعف فى بعضهم الا ان زيد بن على لم يدرك عتبة انتهى واخرج البزار من حديث ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لله ملائكة فى الارض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدكم شئ بارض فلاة فليناد اعينونى يا عباد الله قال فى مجمع الزوائد ورجاله ثقات قال شارح العدة وفى الحديث دليل على جواز الاستعانة بمن لا يراهم الانسان من عباد الله سبحانه من الملائكة وصالحى الجن وليس فى ذلك بأس كما يجوز للانسان ان يستعين ببنى آدم اذا عثرت دابته او تفلتت انتهى قلت كنت مرة فى سفر من بلدة مرزاپور الى جبلپور من بلاد الهند فوقع المركب الذى عليه فى جدول والجدول فى الطغيان وكدت اغرق فيه مع المركب وكان هذا الحديث على ذكر منى فقلت هذا الكلام فوقف المركب فى الحال على حجارة عظيمة كانت فى ذلك الجدول بعد ان سال على موج الماء ونجوت من الغرق ولله الحمد ورأيت بعض المنتسبين الى العلم المبتدعين فى الدين استدل بهذا الحديث على جواز الاستعانة بغير الله سبحانه وتعالى وما اجهل هذا المستدل بكيفية الاستدلال وما ابعده من محل النزاع وقد ثبت فى الحديث ان من

الآداب الشرعية

تأليف
الإمام الفقيه المحدث عبد الله محمد
ابن مفلح المقدسي
المتوفى سنة ٧٦٣هـ

حققه وضبط نصه وخرج أحاديثه وقدم له

شعيب الأرنؤوط　　　عمر القيام

الجزء الأول

١٤١٩هـ - ١٩٩٩م

فصل في كراهة سفر الرجل ومبيته وحده

قال الخلّال: (ما يكره أن يبيتَ الرجلُ وحده أو يسافر وحده). أنبأنا عبد الله: سمعت أبي يقول: لا يسافر الرجل وحده، ولا يبيت في بيتٍ وحده.

وقال جعفر: سألتُ أحمد عن الرجل يبيتُ وحده؟ قال: أَحَبُّ إليَّ أنْ يتوقَّى ذلك، قال: وسألت أحمد عن الرجل يسافر وحده؟ قال: لا يعجبني.

وقال في رواية الحسن بن علي بن الحسن: ما أُحِبُّ ذلك، - يعني في المسألتين - إلا أن يضطر مضطر، وقال في رواية صالح في الرجل يسير وحده: مع الجماعة أحبُّ إليَّ. وقال: قال القاسم بن محمد: بعث رسول الله ﷺ يزيد إلى رجل.

وقال أبو داود (باب في الرجل يسافر وحده): حدثنا القعنبي: عن مالك، عن عبد الرحمن بن حَرْمَلَة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: «الراكبُ شيطان، والراكبان شيطانان، والثلاثة ركب»(١). حديث حسن، ورواه النسائي، والترمذي، وحسنه من حديث مالك، ورواه أحمد.

فصل فيما يقول من انفلتت دابته أو ضلّ الطريق

وروى ابن السني في كتابه عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، عن رسول الله ﷺ قال: «إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فليقل: يا عبادَ الله احبسوا؛ فإنَّ لله في الأرض حاضراً سيحبسه»(٢).

قال عبد الله ابن إمامنا أحمد: سمعت أبي يقول: حججتُ خمسَ حجج، منها اثنتين راكباً، وثلاثاً ماشياً، أو ثلاثاً راكباً واثنتين ماشياً، فضللتُ الطريقَ في

---

(١) أخرجه أبو داود (٢٦٠٧)، وأحمد ٢/١٨٦، والترمذي (١٦٧٤)، وصححه الحاكم ٢/١٠٢ ووافقه الذهبي، وقال البغوي ١١/٢١: هذا حديثٌ حسنٌ.

(٢) أخرجه ابن السني (٥٠٨)، والطبراني في «الكبير» (١٠٥١٨)، وقال في «المجمع» ١٠/١٣٢: وفي سنده معروف بن حسان وهو ضعيف.

حجة وكنت ماشياً، فجعلت أقول: يا عبادَ الله دُلُونا على الطريق، فلم أزل أقولُ ذلك حتى وقعتُ على الطريق، أو كما قال أبي.

فصل فيما يقال عندَ أخذِ الرجلِ شيئاً من لحية الرجل[1]

قال الخلّال في «الأدب»: (الرجل يأخذ الشيء من لحية الرجل) قال أبو حامد الخفاف: أخذ أبو عبد الله من لحية رجل شيئاً فقال: يا أبا عبد الله أيشٍ أحسن شيء في هذا؟[2] فقال: فيه شيء عن ابن عمر: لا عدمت نافعاً. قال الخلّال: وأخبرني العباس المديني قال: سمعت عباس بن صالح يقول: وقد أخذ رجل من لحيته شيئاً، فقال له عباس: لا عدمتَ نافعاً. قال: يعني كلَّ شيءٍ نفعه لا عَدِمَهُ. انتهى كلامه.

وذكر ابن عبد البر في كتاب «بهجة المجالس» له عن الحسن قال: لو أن إنساناً أخذ من رأسي شيئاً قلت: صرف الله عنك السوء. وعن عمر قال: إذا أخذ أحد عنك شيئاً فقل: أخذت بيدك خيراً.

وقد روي عن النبيِّ ﷺ أنه قال لأبي أيوب الأنصاري وقد أخذ عنه أذى: «نزع الله عنك ما تكره يا أبا أيوب»[3].

وفي «الأدب» لأبي حفص العكبري: (ما يُسْتَحَبُّ إذا أخذ من لحيةِ الرجلِ شيئاً أنْ يُريه إياه) ثم روى أن رجلاً أخذ من لحية عمر رضي الله عنه شيئاً وكان لا يزال يفعل ذلك، فأخذ عمر يده ذاتَ يوم فلم يجد فيها شيئاً فقال: أما اتقيتَ الله؟ أما علِمتَ أنَّ الملق كذب؟ وروى أيضاً عن الحسن، عن عمر قال: إذا أخذ أحدكم من رأسِ أخيهِ شيئاً فَلْيُرِهِ إياهُ. قال الحسن: نهى أميرُ المؤمنين عن

---

(١) يعني بما يؤخذ من اللحية ما عسى أن يقع عليها من الفم أو من الهواء.
(٢) يعني ما أحسن شيء ورد عن السلف فيما يقال لمن فعل ذلك من دعاء أو ثناء.
(٣) أخرجه الطبراني في «الكبير» (٤٠٤٨)، وقال في «مجمع الزوائد» ٩/٣٢٣: رواه الطبراني، وفيه نائل بن نجيح وثقه أبو حاتم وغيره وضعفه الدارقطني وغيره، وبقية رجاله ثقات إلا أن حبيب بن أبي ثابت لم يسمع من أبي أيوب.

الوابل الصيّب

من الكلم الطيّب

لشمس الدّين أبي عبد الله محمّد بن قيّم الجوزيّة

٦٩١ - ٧٥١ هـ

حقّقه وخرّج أحاديثه

عبد القادر الأرناؤوط و ابراهيم الأرناؤوط

مكتبة دار البيان

بشير عيون

ص. ب ٢٨٥٤ - دمشق

الفصل السابع والثلاثون

في الدابة إذا انفلتت وما يذكر عند ذلك

عن ابن مسعود رضي الله عنه ، عن رسول الله ﷺ قال : « إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فليناد : يا عباد الله احبسوا ، فإن لله عز وجل حاضراً سيحبسه »[1] .

الفصل الثامن والثلاثون

في الذكر عند القرية أو البلدة إذا أراد دخولها

عن صهيب رضي الله عنه ، أن النبي ﷺ لم ير قرية يريد دخولها

= وراويه عنه المنهال بن عيسى ، قال أبو حاتم : مجهول ، وقد وجدته عن أعلى من يونس ، أخرجه الثعلبي في « التفسير » بسنده من طريق الحكم عن مجاهد عن ابن عباس .

(١) رواه ابن السني « في عمل اليوم والليلة » رقم ٥٠٢ وإسناده ضعيف ، قال الحافظ في « تخريج الأذكار » : حديث غريب أخرجه ابن السني ، وأخرجه الطبراني ، وفي السند انقطاع ، وقد جاء بمعناه حديث آخر أخرجه الطبراني بسند منقطع عن عتبة بن غزوان عن النبي ﷺ قال : « إذا ضل أحدكم أو أراد عوناً وهو بأرض ليس بها إنس فليقل : يا عباد الله أعينوني ، ثلاثاً ، فإن لله عباداً لا يراهم » ، ثم قال : وحديث عتبة شاهد من حديث ابن عباس أن النبي ﷺ قال : « إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الشجر ، فإذا أصابت أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد : يا عباد الله أعينوني » قال الحافظ : هذا حديث حسن الاسناد غريب جداً أخرجه البزار وقال : لا نعلمه يروى عن النبي ﷺ بهذا اللفظ إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد .

تحفة الذاكرين

بعدة الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين
صلى الله عليه وآله وسلم

للإمام العلامة الفقيه المجتهد
محمد بن علي الشوكاني

طبعة مصححة ومنقحة

مؤسسة الكتب الثقافية

الشوكاني
تحفة الذاكرين
مؤسسة الكتب الثقافية

56.jpg

خنس حتى يصير مثل الذباب » وقال صحيح الإسناد .

« وَإِذَا ٱنْفَلَتَتْ فَلْيُنَادِ : يَا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱحْبِسُوا » (ز) .

الحديث أخرجه البزار كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث ابن مسعود رضي الله عنه قال : « قال رسول الله ﷺ إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة ، فليناد : يا عباد الله احبسوا ، فإن الله حاضر في الأرض سيحبسه » وأخرجه أيضاً من حديثه أبو يعلى الموصلي والطبراني وابن السني قال في مجمع الزوائد : وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف . قال النووي في الأذكار بعد أن روى هذا الحديث عن كتاب ابن السني . قلت وحكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنها انفلتت دابته أظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث[1] ، فقاله فحبسها الله عليه في الحال ، وكنت أنا مرّة مع جماعة فانفلتت معنا بهيمة فعجزوا عنها فقلته فوقفت في الحال بغير سبب .

« وَإِنْ أَرَادَ عَوْناً ، فَلْيَقُلْ : يَا عِبَادَ ٱللَّهِ أَعِينُوا ، يَا عِبَادَ ٱللَّهِ أَعِينُوا ، يَا عِبَادَ ٱللَّهِ أَعِينُوا » (ط) .

الحديث أخرجه الطبراني في الكبير كما قال المصنف رحمه الله ، وهو من حديث عتبة بن غزوان عن النبيّ ﷺ قال : « إذا ضلّ على أحدكم شيء ، وأراد أحدكم عوناً وهو بأرض فلاة ليس بها أحد[2] ، فليقل : يا عباد الله أعينوا ، يا عباد الله أعينوا ، يا عباد الله أعينوا فإن لله عباداً لا يراهم قال في مجمع الزوائد ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم إلا أن زيد بن عليّ لم يدرك عتبة ، وأخرج البزار من حديث ابن عباس رضي الله عنهما « أن رسول الله ﷺ قال : إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجر ، فإذا أصاب أحدكم شيء بأرض فلاة فليناد : أعينوني يا عباد الله » قال في مجمع الزوائد رجاله ثقات ، وفي الحديث دليل على جواز الاستعانة بمن لا يراهم الإنسان من عباد الله من الملائكة وصالحي الجنّ ، وليس في ذلك بأس كما يجوز للإنسان أن يستعين ببني آدم إذا عثرت دابته أو انفلتت .

« وَإِذَا أَمْسَى بِأَرْضٍ : رَبِّي وَرَبُّكِ اللَّهُ ، أَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنْ شَرِّكِ ، وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ ، وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ ،

---

(١) في نسخة : الحديث .

(٢) في نسخة : أنيس اهـ .

صحيح مسلم

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج

القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من صحيح البخاري، كاملة النظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى

مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية

اعتنى به

أبو صهيب الكرمي

بيت الأفكار الدولية



عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ، أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ، فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي، وَإِنِّي لَسَابِعُ إِخْوَةٍ لِي، مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَمَا لَنَا خَادِمٌ غَيْرُ وَاحِدٍ، فَعَمَدَ أَحَدُنَا فَلَطَمَهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ.

٣٣-(١٦٥٨) و حَدَّثَنَاه إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ وَهْبِ ابْنِ جَرِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ: مَا اسْمُكَ؟ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ.

٣٤- (١٦٥٩) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلاَمًا لِي بِالسَّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ!» فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: فَلَمَّا دَنَا مِنِّي، إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ!» قَالَ: فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِي، فَقَالَ: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلاَمِ» قَالَ فَقُلْتُ: لاَ أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا.

٣٤-(١٦٥٨) و حَدَّثَنَاه إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ (ح).

و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حُمَيْدٍ (وَهُوَ الْمَعْمَرِيُّ)، عَنْ سُفْيَانَ (ح).

و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ (ح).

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، كُلُّهُمْ، عَنِ الأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ، نَحْوَ حَدِيثِهِ.

غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: فَسَقَطَ مِنْ يَدِي السَّوْطُ، مِنْ هَيْبَتِهِ.

٣٥- (١٦٥٩) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلاَءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلاَمًا لِي، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: «اعْلَمْ، أَبَا مَسْعُودٍ! لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ» فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ».

٣٦-(١٦٥٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لابْنِ الْمُثَنَّى)، قَالاَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلاَمَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ، فَقَالَ: أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ، فَتَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَاللَّهِ! لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ». قَالَ: فَأَعْتَقَهُ.

٣٦-(١٦٥٩) و حَدَّثَنِيه بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ (يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ)، عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ.

وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ، أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(٩)- باب: التَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا

٣٧-(١٦٦٠) و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ.

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ». [اخرجه البخاري: ٦٨٥٨].

۲۲ ہزار منتخب احادیث مبارکہ کی شہرہ آفاق کتاب کا مکمل سلیس اردو ترجمہ اور حواشی

صحیح مسلم شریف مترجم عربی اردو

الجامع الصحیح للامام المسلم

الامام الحافظ ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری م ۲۶۱ھ

جلد دوم

اردو ترجمہ۔ فوائد و تشریحات:

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

جدید حواشی از فتح الملہم و تکملہ فتح الملہم

حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب فاضل تخصص فی الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

تقریظ

مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم

مفتی و استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

ادارہ اسلامیات
لاہور ۔ کراچی
پاکستان

١٨٠٤ – وَحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَهُوَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ نَحْوَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ فَسَقَطَ مِنْ يَدِي السَّوْطُ مِنْ هَيْبَتِهِ *

۱۸۰۴۔ اسحاق بن ابراہیم، جریر، (دوسری سند) زہیر بن حرب، محمد بن حمید، معمری، سفیان۔ (تیسری سند) محمد بن رافع، عبدالرزاق، سفیان، ابوبکر بن ابی شیبہ، عفان، ابوعوانہ، اعمش سے عبدالواحد کی ساتھ اسی طرح حدیث مروی ہے، باقی جریر کی روایت میں ہے کہ حضور کی ہیبت کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر پڑا۔

١٨٠٥ – وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ *

۱۸۰۵۔ ابوکریب محمد بن العلاء، ابومعاویہ، اعمش، ابراہیم تیمی، بواسطہ اپنے والد، حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی، ابومسعود! اس بات کو جان لے، یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ پر زیادہ قدرت رکھتا ہے، اس سے جتنی کہ تو اس غلام پر رکھتا ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے آپ نے فرمایا، اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھے لگ جاتی۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ جب تک اپنے اعمال درست نہ ہوں تو کوئی پیر، یا پیری مریدی کارگر نہیں ہو سکتی، یوم تجزی کل نفس بما کسبت (یعنی جس دن ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا) کا عموم اسی پر دال ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

١٨٠٦ – وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللَّهِ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ فَأَعْتَقَهُ *

۱۸۰۶۔ محمد بن مثنیٰ اور ابن بشار، ابن ابی عدی، شعبہ، سلیمان، ابراہیم تیمی، بواسطہ اپنے والد حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام کہنے لگا، اعوذ باللہ! وہ اور مارنے لگے غلام بولا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ تو حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ پر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تو اس غلام پر نہیں رکھتا، ابومسعودؓ نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔